تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند

زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

فروری ۱۹۶۴ء

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

قیمت فی پرچہ ۶۲ پیسے

سالانہ چندہ چھ روپے

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ربوہ ۱۹۶۳ء کا ایک منظر

نماز کے وقت ہزارہا مومنین بارگاہ رب العزت میں سجدہ کی حالت میں

(فوٹو از حافظ محمد سلیمان ۔ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا :

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر * کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہؤا * اک مرجع خواص یہی قادیاں ہؤا

۱۹۴۷ء کی ہجرت کے بعد جماعت احمدیہ کا نیا مرکز (ربوہ) جس شان سے ترقی کر رہا ہے اس کا ایک نظارہ اوپر کی تصویر سے عیاں ہے ۔ ربوہ کی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے رویا کے مطابق اس ویران جگہ میں رکھی تھی جو آج علمی اور روحانی ترقی کے لحاظ سے اشاعت اسلام کا خاص مرکز بن چکا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فروری ۱۹۶۴ء

(ایڈیٹر)

ابوالعطاء جالندھری

مینیجر

عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت ... چھ روپے

دیگر ممالک ... تیرہ شلنگ

فی پرچہ ... باسٹھ پیسے

تاریخ اشاعت۔ ہر ماہ کی دس تاریخ

بدل اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۴ شمارہ ۲ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | رمضان و شوال ۱۳۸۳ھ فروری ۱۹۶۴ء

عنوانات

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا ارشاد!

جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۶۳ء کی اختتامی صدارتی تقریر میں آپ نے فرمایا کہ:-

"ماہنامہ الفرقان بڑا ہی دلچسپ اور مفید اور علمی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اسکے خریدار بنیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اسی طرح الفرقان کا ایک علیحدہ شمارہ "درویشانِ قادیان نمبر" کے نام سے شائع ہوا ہے یہ نمبر بھی بڑا ہی دلچسپ اور مفید ہے۔ اسی طرح مکتبہ الفرقان کی طرف سے مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ بھی کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست ان مطبوعات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔"

(الفضل ۱۰ر جنوری سنہ ۶۴ء)

اداریہ

ہماری عید

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

عید خوشی اور مسرت کی تقریب ہے۔ اسلام میں دو عیدیں مقرر ہیں۔ (۱) عید الفطر (۲) عید الاضحیٰ۔ دونوں عیدیں قربانی و مجاہدہ کے بعد آتی ہیں۔ **پہلی عید** "عید الفطر" رمضان المبارک کے روزوں اور دیگر مہینہ بھر کی مجاہدانہ عبادتوں کی **قبولیت** پر خوشی کا اظہار ہے۔ **دوسری عید** یعنی عید الاضحیٰ حج و طواف بیت اللہ کی **توفیق** پر مسرت کا اعلان ہے نیز یہ عید سیدنا حضرت ابراہیمؑ، سیدنا حضرت اسمٰعیلؑ اور سیدتنا حضرت ہاجرہؑ کی اس مثالی قربانی کی یاد تازہ کرتی ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی توحید کے قیام کے لئے پیش کی تھی۔ باپ نے بھی جذبات کی کامل قربانی کی۔ بیٹے نے بھی اطاعت کا بے مثال نمونہ دکھایا اور ماں کی ماتا بھی محبتِ الٰہی کی قربانگاہ پر پروانہ وار نثار ہوگئی تھی۔ یہی ایثار و قربانی اور راہِ خدا میں فدائیت کی رُوح ہے جو اسلامی عیدوں کی بنیاد اور ان کا فلسفہ ہے۔ سال میں آنے والی دونوں عیدیں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلاتی ہیں اور ان سے مطالبہ کرتی ہیں کہ اصلی اور حقیقی عید کے پانے کے طریق کو اختیار کرو۔

رمضان المبارک کے مہینہ کو قرآن مجید سے انتہائی گہرا تعلق ہے۔ فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ اس کی تلاوت، اس کی تعمیل اور اس کی اشاعت کے جذبہ کا پورے طور پر اس مہینہ میں منصۂ شہود پر آنا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی اشاعت کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ فرمایا وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (سورہ الفرقان) پس عید الفطر کا حقیقی مقصد صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں قرآن مجید کی اشاعت کی حقیقی رُوح سرایت کر جائے اور وہ سال کے دنوں اور راتوں میں اس کا اپنانا اور پھیلانا اپنا نصب العین قرار دے لیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے فرمایا ہے ؎

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

کہ اگر مجھے یہ نظر آجائے کہ قرآن پاک کا دلکش حسن روئے زمین پر عیاں ہوگیا ہے اور قرآنی حقائق و معارف کی برملا اشاعت ہوگئی ہے تو میں خوشی و مسرت سے اُچھلنے لگ جاؤں گا۔ گویا وہی وقت میری عید کا وقت ہوگا۔

سلسلہ احمدیہ اسی عید کے انتظار کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اسلام کی جس نشأۃ ثانیہ کا وعدہ دیا گیا ہے وہی سلسلہ احمدیہ کی علتِ غائی ہے۔ تمام سچے مسلمانوں کی روحیں اس حقیقی عید کے لئے بے قرار ہیں۔ اسلامی نوشتوں کے مطابق اسلام کی وہ عید ضرور آئیگی مگر اس کے لئے بھی عظیم قربانی اور طویل مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام میں کوئی عید بغیر مجاہدہ اور قربانی کے نہیں ہوتی۔ اس عید کے جلد تر لانے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہوجائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔"

(رسالہ فتح اسلام صفحہ ۱۵-۱۸)

پس اے پیارے بھائیو! آؤ کہ ہم سب رمضان المبارک کے بعد آنیوالی عید الفطر کے موقع پر اس حقیقی عید کے لانے کی کامل جد وجہد کو اپنا شعار بنانے کا عزم کریں اور سارا سال اس پر عمل پیرا رہیں۔ قرآن مجید کی اشاعت کو اپنی زندگیوں کا مقصدِ عظیم قرار دے لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے اور ہم سب کے لئے عید مبارک ہو۔ اللّٰھم آمین یا رب العالمین +

درس القرآن

ایمان و استقامت کے شیریں ثمرات

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حٰمٓ السجدہ : ۳۰-۳۲)

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں پر فرشتے اُترتے رہتے ہیں جو برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا پروردگار صرف اللہ ہے اور اس پر استقامت اختیار کر لیتے ہیں۔ فرشتے انہیں کہتے رہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو، غمگین نہ ہو بلکہ اس جنت کی وجہ سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ہم اس ورلی زندگی میں بھی اور آنے والی زندگی میں بھی تمہارے مددگار اور دوست ہیں تمہیں آخرت میں، جنت میں، وہ تمام نعمتیں میسر آئیں گی جو تمہارے نفس چاہیں گے اور جو تم طلب کرو گے۔ یہ خدائے غفور رحیم کی طرف سے تمہاری مہمانی اور اکرام ہو گا۔"

ان آیات میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو ایمان میں پختہ اور استقامت میں مثال اور نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ ان مصائب و شدائد اور مخالفتوں کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں جو ایمان کے اظہار کے نتیجہ ان پر وارد ہوتی ہیں۔ مخالفت کی آندھیاں ان کے پائے ثبات میں کسی قسم کی لغزش پیدا نہیں کرتیں بلکہ وہ ان طوفانوں کے مقابل پر مضبوط چٹان ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی استقامت انسانوں کے لئے باعثِ حیرت ہوتی ہے اور ملائکہ کے لئے موجبِ تحسین۔ اسی استقامت کے بارے میں اہلِ علم کا مقولہ ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ محبوب آقا کی راہ میں سب کچھ فدا کرنے والے یہ صالحین اپنے ایمان اور اپنی استقامت کے شیریں ثمرات اسی دنیا میں پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان پر اپنے فرشتے اُتارتے ہیں وہ اُن کی خوف کی گھڑیوں اور مصائب کے اوقات میں اُن کے دلوں پر طمانینت اور تسلی نازل کرتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیتے ہیں کہ تم ہمارے دوست ہو اور ہم تمہارے مددگار ہیں ہم اس دنیا میں بھی تمہاری مدد کریں گے اور اگلے جہان میں بھی تمہارے دوست ہوں گے۔ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہو۔ وہ تمہیں جنت کا وارث بنائے گا اور جنت وہ مقام ہے جہاں مومن انسان کی ہر خواہش پوری ہو گی اور اُسے ہر نعمت سے نوازا جائے گا۔ خدائے غفور رحیم ان پر اپنی کامل محبت کی تجلی فرمائے گا اور انہیں اپنے انوار سے منوّر فرمائے گا۔

قرآن مجید نے ایمان و استقامت کے یہ شیریں ثمرات بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ سچے مومنوں کو اس دنیا میں الہام اور اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے نوازے گا۔ ان پر فرشتے نازل کرے گا۔ انہیں محبت بھرا پیغام دے گا۔ یہ اسلام کے زندہ مذہب اور قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ کوئی اور مذہب آج یہ ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ یہ امتیاز صرف اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ہی حاصل ہے +

درس الحدیث

سوتے اور جاگتے وقت کی دُعائیں

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ اے واحد لاشریک خدا! میں تیری عزت و جبروت کی پناہ لیتا ہوں میرے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو موت سے پاک ہے باقی سب چھوٹے بڑے انسان ضرور مرتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جاء احدکم الی فراشہ فلینفضہ بصنفۃ ثوبہ ثلاث مرات ولیقل بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بستر پر سونے لگے تو پہلے اپنے کپڑے کے کنارے سے بستر کو جھاڑ لے اور پھر یہ دعا مانگ کر سوئے کہ اے میرے رب! تیرے نام سے میں اپنے پہلو کو رکھتا ہوں اور تیرے حکم سے ہی اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تُو میری جان کو روک لے تو اس کی مغفرت فرمانا اور اگر اسے واپس بھیجے تو اس کی اسی طرح حفاظت فرمائیو جس طرح تُو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا أوی الی فراشہ قال اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْیَا وَاَمُوْتُ۔ واذا اصبح قال اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ بستر پر جاتے وقت آپ کہتے تھے کہ اے میرے اللہ! تیرے نام سے ہی میں زندہ ہوں اور تیرے نام سے ہی مروں گا۔ اور جب صبح کو اٹھتے تو کہتے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد زندگی بخشی ہے اور آخر کار ہم موت کے بعد اسی کے

(حدیقۃ الصالحین)

درخواست دُعا

میں بھی ان بزرگوں اور احباب کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے رسالہ الفرقان کی مستقل دس سالہ خریداری میں حصہ لے کر رسالہ کی پائداری میں اعانت فرمائی ہے اور جملہ قارئین سے بھی درخواستِ دُعا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس نمبر میں بعض وجوہ سے فہرست اسماء کی اشاعت نہیں ہو رہی۔ اللہ تعالیٰ سب پر فضل نازل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(ابوالعطاء)

مسیحی جرائد و رسائل پر ایک نظر

۱۔ ۱۹۶۴ء میں مسیح کی آمدِ ثانی

رسالہ "مسیحی خادم" گوجرانوالہ لکھتا ہے کہ "کون یہ کہہ سکتا ہے کہ ۱۹۶۴ء میں ہمارے خداوند کی دوسری آمد وقوع پذیر نہ ہوگی؟"
اس فقرہ سے وہ شدید خواہش ٹپک رہی ہے جو مسیحی صاحبان کو حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کے جلد وقوع پذیر ہونے کے متعلق ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائی صاحبان نے خود حضرت مسیح کے فیصلہ سے سبق حاصل نہیں کیا۔ انہیں بخوبی معلوم ہے کہ قریباً دو ہزار برس ہوئے جب یہود نے اپنی الہامی کتابوں کی بناء پر اصرار کیا تھا کہ ایلیا کی جسمانی آمدِ ثانی آسمانوں سے ضروری ہے تو حضرت مسیح نے حضرت یوحنا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما دیا تھا کہ:۔

"چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے۔" (متی ۱۱/۱۴-۱۵)

آج بھی آنے والے مسیح موعودؑ نے اعلان فرما دیا ہے کہ میری بعثت ہی مسیح کی آمدِ ثانی ہے جو چاہے مانے اور جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے۔ نیز فرما دیا کہ:۔

"مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

ساٹھ برس سے اس تحدیانہ اعلان کی صداقت نمایاں ہو رہی ہے یقین رکھیں کہ ۱۹۶۴ء بھی گزر جائیگا اور نصاریٰ کا مزعومہ مسیح ہرگز نہ آسکے گا۔

۲۔ داعی اور مدعی میں فرق نہ سمجھنے والے پادری

دیسی پادریوں کو بعض دفعہ خطرناک مغالطہ لگ جاتا ہے اور وہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ انہیں عربی زبان آتی ہے۔ حالانکہ وہ محض نابلد ہوتے ہیں۔ عیسائی رسالہ اخوت لاہور میں ایسے شاہکار شائع ہوتے رہتے ہیں۔ پادری الیاس صاحب حضرت مسیح کی صلیبی موت پر، مدعی بنکر یا معترض بنکر کسی صورت میں بھی، تحریری مناظرہ نہ کرسکے تو انہوں نے اخوت کے اوراق کو اپنے اناپ شناپ سے سیاہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جنوری ۱۹۶۴ء کے اخوت میں "سگنل ڈاؤن" کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔ "بندہ نے ان کے دعوت دہندہ ہونے کی صورت میں ان کو مدعی لکھا کیونکہ دعوت ان ہی کی طرف سے تھی تو مولوی صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اپنے کو مدعی مان لیا" (ص) ہم حیران ہیں کہ پادری الیاس صاحب تو خیر علم سے کورے تھے، وہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ دعوت دینے والے کو داعی کہتے ہیں مدعی نہیں کہتے مدعی دعویٰ کرنیوالے کو کہتے ہیں مگر مدیر اخوت کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی اس قسم کی باتیں چھاپ رہے ہیں۔ غالباً "ہمہ خانہ آفتاب" والی بات درست معلوم ہوتی ہے۔

۳۔ اخوت کا "مرزائیت نمبر"

مدیر اخوت پادری ایف۔ ایم نجم الدین صاحب نے اعلان کیا ہے

کہ وہ اپریل میں "مرزائیت نمبر" شائع کر رہے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ نمبر رسالہ الفرقان ربوہ کے "عیسائیت نمبر" کے جواب میں شائع کر رہے ہیں۔ انکی درخواست ہے کہ "واقفِ مرزائیت ہر دو قسم اس طرف خاص توجہ فرمائیں اور اپنے محققانہ مضامین مارچ کے اواخر تک ارسال فرمائیں۔ اپنے مضامین میں شخصیات کو نہ لائیں فقط ان کے اعتراضات کے جواب ہونے چاہئیں اور تُوتُو مَیں مَیں سے اجتناب۔ زبان شستہ اور مہذب ہو" (صلا) ہم حیران ہیں کہ جو پادری صاحب خود اتنی شستگی اور تہذیب سے بھی کام نہیں لے سکتے کہ نمبر کا نام تو مہذب رکھیں وہ اپنے مضمون نگاروں سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ احمدیوں کو مرزائی کہنا اور احمدیت کو مرزائیت کے نام سے موسوم کرنا بدتہذیبی کے علاوہ حکومت کے سرکلر کے بھی خلاف ہے۔ جس ایڈیٹر میں اتنی بھی رواداری نہیں کہ وہ اپنے نمبر کا عنوان "احمدیت نمبر" رکھے وہ کس تہذیب اور شستگی کا نمونہ دکھائیگا۔ ہمیں اپنے ان مسیحی پادریوں سے شکوہ نہیں ہاں انہیں اتنا یاد دلاتے ہیں کہ حضرت مسیح کے ماننے والوں کو بھی یہودی علماء "ناصریوں کا بدعتی گروہ" کہا کرتے تھے۔ باقی ہم دیکھیں گے کہ اخوت کے نمبر میں الفرقان کے "عیسائیت نمبر" کے دلائل کا جواب کس شستہ اور مہذب زبان میں دیا جاتا ہے۔ فانتظروا انّی معکم من المنتظرین۔

۴۔ منصف مزاج مسیحیوں کا شکریہ!

ہم بے انصافی کریں گے اگر بعض بدزبان پادریوں کی بدتہذیبی کا گلہ کرتے ہوئے ان منصف مزاج مسیحیوں کا شکریہ ادا نہ کریں جو اپنے پادریوں کو مقدور بھر سمجھاتے رہتے ہیں کہ مذہبی مکالمات و مخاطبات میں بدتہذیبی سے کام نہ لیں قبل ازیں ہم محترم جی۔ ایم مسیحی صاحب کے مقالہ "مسیحانہ مزاج" کا اقتباس ایک سابقہ اشاعت میں درج کر چکے ہیں اب محترم جناب جے۔ ایس۔ ڈبلیو۔ ایس صاحب فانی نے "مجھے بھی کچھ کہنا ہے" کے زیرِ عنوان اپنے پادریوں کو "نیک مشورہ" دیتے ہوئے پتہ کی بات کہی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"حقارت آمیز الفاظ سے مخاطب ہوکر پادری صاحب کسی پر مسیحی مذہب کی فوقیت کا سکہ نہیں جما سکتے بلکہ آگ پر تیل کا کام کرتے ہیں۔" (اخوت جنوری ۱۹۶۴ء صلا)

۵۔ پادری روشن خان کا سیاہ جھوٹ

پادری آئی روشن خان صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"اپنے احمدی بھائیوں سے اتنا استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ صلیب کو آپ لوگ لعنتی تصور کرتے ہیں لیکن یہ تو بتلائیے کہ ۱۹۴۷ء میں ملکی تقسیم کے موقعہ پر جب آپ لوگ قادیان سے بھاگ کر لاہور تشریف لائے تھے تو لال صلیب کا نشان اپنے کپڑوں پر کیوں آویزاں کئے ہوئے تھے؟ اس کپڑے کی صلیب کے نشان نے آپ لوگوں کی جانیں سکھوں کے ہاتھوں سے بچائیں"

(اخوت جنوری ۱۹۶۴ء صلا)

ہم حیران ہیں کہ نام روشن خان مگر غلط بیانی اتنی سیاہ و تاریک۔ پادری صاحب نے خود یہ جھوٹ بنایا یا کسی اور نے ان کو دھوکہ دیا ہے مگر بہرحال یہ سیاہ جھوٹ ہے کہ احمدیوں نے لال صلیب کا نشان کپڑوں پر لگایا تھا۔ احمدیوں نے جس باعزت طریق پر ہجرت کی ہے وہ تو تاریخ انقلاب کا سنہری ورق ہے بقول آپ کے صلیب مسیح کو تو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا نہ سکی تو اس کے نشان نے کسی اور کو کیا بچانا ہے۔ کیا پادری صاحبان ایسی ہی کچی اور بودہ مفتریات سے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ *

ایک دلچسپ علمی تحقیق

صحائفِ قمران اور بشارت اسمہٗ احمد

علماء کرام کو دعوتِ تحقیق!

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق عیسائیت لاہور)

سورۂ صف میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے ایک پیغمبر کی بشارت دی اور اس کا اسمِ گرامی "احمد" بتایا۔ "احمد" کا نام چونکہ موجودہ انجیل میں نہیں آیا اسلئے عیسائی معترض ہیں کہ یہ حوالہ غلط ہے۔ علمائے اسلام جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارتِ انجیل میں آنے والے کو "پیراکلیت" کہا گیا (یوحنا ۱۶/۷) اسے اگر "پیری کلوت" پڑھا جائے تو اس کے معنی "ستودہ صفت" کے ہیں جو کہ احمد کے معنی ہیں[1]

یہ نظریہ اپنی جگہ ایک عظیم الشان تحقیق پر مشتمل ہے۔ صحائف قمران کے انکشاف کے بعد ایک نیا نظریہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ ان صحائف میں نبیٔ موعود کو ایمتھ (Emeth) کہا گیا۔ کیا احمد اور ایمتھ ایک ہی ہے؟ اس بنیاد پر تحقیق اس مضمون میں پیش کی جائیگی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی مذہبی زبان عبرانی تھی اور مادری زبان آرامی۔ عبرانی میں ایک لفظ ایمۃ یا ایمتھ (Emeth) جو کہ نہایت درجہ مقدس نام ہے۔ یہودی اس لفظ کو God's Seal یعنی "خاتم خدا" کہتے ہیں۔ اس لفظ کے عام معنی تو سچائی کے ہیں۔ جب یہ کسی ہستی یا شخص کے لئے آئے تو اس کے معنی "ساری سچائیوں اور خوبیوں سے معمور ذات" کے ہیں۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ، جبریل، تورات اور نبیٔ موعود کے لئے یہودیوں میں عام استعمال ہوتا تھا۔ عبرانی عہد عتیق میں اس کے استعمال کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ یونانی بائیبل میں اس کا ترجمہ الیتھیا (elotheia) کیا گیا ہے۔ یہودی سونے سے قبل جو دعا کرتے ہیں اس کا آخری فقرہ یہ ہے "خدا کی حقیقی مہر ایمۃ ہے"۔

اس مقدس نام کی کنہ کیا ہے؟ اہلِ لغت تو اسے آمن سے مشتق سمجھتے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ محض لغوی معنوں پر حصر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس لفظ کی تاریخ نے اس کے دامن میں ہر خوبی کے پھول بھر دیئے ہیں[2] طالمود کی رُو سے

---

[1] احمد کے معنی حامد اور محمود دونوں طرح روا ہیں محاورہ قدیم العَوْدُ اَحْمَد ہے یعنی اعادہ زیادہ قابلِ تعریف ہے۔

2. Hasting Bible Dictionary Vol III P 817

چونکہ عبرانی ابجد کا پہلا، درمیانی اور آخری حرف اس لفظ میں آیا اسلئے یہ "خاتمِ خدا" ہے[1]۔ چونکہ مُہر پر مالک کا نام کندہ ہوتا ہے بعض ربانی علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ لفظ مندرجہ ذیل مقدس ناموں کے پہلے حرف سے بنا ہے۔

الوهيم - مليك - تميد

الوهيم کا الف، مليك کی م اور تميد کی ت سے ايمة بنا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ذات ہے صفت نہیں[2]۔

اللہ تعالیٰ چونکہ اوّل و آخر ہے اور باطن بھی وہ حاوی ہے اسلئے عبرانی ابجد کا پہلا درمیانی اور آخری حرف ذاتِ حق کی علوِّ شان کے اظہار کے لئے ايمة کی صورت میں آیا ہے۔

وادیٔ قمران کے غاروں سے جو صحائف ملے ہیں ان میں یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے۔ عام طور پر حق کے معنوں میں یہ لفظ آیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ، روح القدس اور نبیٔ موعود کو اس نام سے نسبت دی گئی۔ مثلاً روح القدس کو روح ايمة کہا گیا۔ نبیٔ موعود کو ايمة یا ھا ايمة کے نام سے یاد کیا گیا۔ نئے عہد نامہ میں ايمة کا ترجمہ الیتھیا کیا گیا۔ حضرت مسیح کہتے ہیں کہ میری بعثت کی غرض یہ ہے کہ میں الیتھیا کی گواہی دوں۔

اس وضاحت کے بعد ایک نیا نظریہ یہ ہمارے سامنے آتا ہے۔

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آنے والے رسول کا نام "احمد" بتایا۔ چونکہ عبرانی لغت میں اس کے مشابہ ايمة کا لفظ ہے جو کہ صوتی اور معنوی لحاظ سے اسم احمد سے ملتا ہے اسلئے بعد میں آنے والے لوگوں نے احمد کو ايمة سمجھ لیا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ لفظ ايمة دراصل "احمد" کی عبرانی شکل ہے۔ جیسے یوحنا سے یحییٰ، یشوعا سے عیسیٰ اور یشماعیل سے اسماعیل عربی میں مروّج ہوئے۔ اسی طرح عربی کا احمد عبرانی میں ايمة ہے۔ عبرانی میں بعض دفعہ دال کو ت سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے دفٌ کو عبرانی میں تف لکھتے ہیں۔ ح بولنے میں گر جاتا ہے اور ی سے بدل جاتا ہے۔ اندریں صورت احمد کا ايمة بن جانا بعید از قیاس نہیں۔

صحائفِ قمران کی بشارت

ايمة کی بعثتِ مقدسہ کے متعلق صحائفِ قمران کی بشارات درج ذیل ہیں:۔

۱ — اُنیسویں صدی کے آخر میں قاہرہ قدیم کے ہیکل عزرا سے صحیفۂ دمشق دستیاب ہوا۔ وادیٔ قمران کے غاروں سے بھی اس صحیفہ کے ۸ نسخوں کے اوراق ملے ہیں۔ جن کے باعث یہ نوشتہ صحائفِ قمران میں شامل ہے۔ بعض علماء کی تحقیق ہے کہ یہ عبرانی صحیفہ پہلی صدی عیسوی میں ترتیب دیا گیا۔ اس کے ورق

1. Everyman's Talmud by the Rev. Dr. A. Cohen P. 15
2. Judaism by George Foot Moor VOL. II P. 194-195

دوم پر لکھا ہے :-

"ویبود یحیم بید مشیحو
روح قدشو وھو ایمة
وبفروش شمو شمونی ھم
اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کے
ذریعہ بنی اسرائیل کو اپنے
ایک مقدس روح کی خبر دی
اور وہ ایمة ہے اور اس
نام کی تعبیر کے مطابق دوسرے
مقدسین کے بھی نام ہیں[1]"

صحیفۂ دمشق کی اس بشارت سے یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیحؑ نے جس مقدس روح کی خبر دی اس کا نام ایمة ہے۔ انجیل میں بھی آنے والے کو روح القدس، روح حق (= روح ایمة) اور کامل سچائی (= کامل ایمة) کا مظہر قرار دیا گیا۔ (یوحنا ۱۴/۱۴-۲۶ تا ۱۶/۷ تا ۱۴)

۲ - اہلِ قمران کے دستور العمل میں (جو کہف اوّل سے برآمد ہوا) ایمة کے ظہور کی بشارت بایں الفاظ دی گئی :-

"اللہ تعالیٰ نے بدی کے خاتمہ کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے اور جب وہ دنیا کے ملاحظہ کیلئے نزول فرما ہوگا تو وہ اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم کر دیگا۔ اس وقت ایمة (یعنی الحق) دنیا کا فاتح بن کر ظاہر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایمة کے ذریعہ انسان کے تمام کاموں کا تزکیہ کرے گا اور اپنے لئے ایک ایسی قوم کو تیار کریگا جس کے گوشت پوست اور اس کے ہر رگ و ریشہ میں سے ہر برائی کی روح نکال دی جائے گی۔ خدا تعالیٰ ایک مقدس روح کے ذریعہ نوعِ انسان کو اسکی بداعمالیوں سے نجات دیگا۔ وہ انسانوں پر مصفا پانی کی طرح ایک روحِ حق چھڑکے گا .... گمراہی ختم ہو جائے گی اور بطالت کے جھنڈے ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہو جائیں گے۔"

(دستور العمل باب ۴)

اس بشارت میں آنے والے عظیم الشان ظہور کو تین نام دیئے گئے :-

۱- ایمة
۲- روح قدوش
۳- روح ایمة = روح الحق

علماء نے تسلیم کیا ہے کہ اس حوالہ میں ایمة سے مراد محض سچائی نہیں بلکہ وہ موعود نبی مراد ہے جو سراپا حق

---

[1] یہودی مانتے تھے کہ نبی موعود کا نام پیدائشِ عالم سے قبل رکھا گیا۔ اسکے بعد دوسرے مقدسین کے نام تجویز ہوئے۔

اور سراسر خوبی ہے[1]۔ کرسٹر سٹنڈل لکھتے ہیں:۔

"Some have found here a personification of the Messiah as truth"[2]

بعض علماء یہاں حق سے مراد مسیح (یعنی نبی موعود) کا نمرایا لیتے ہیں۔

۳۔ صحائف قمران میں ایک ہادی برحق کا ذکر ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ اس ہادی برحق کی عبرانی نظمیں بھی ملی ہیں۔ ان نظموں میں نبی موعود کے متعلق عظیم الشان بشارات موجود ہیں۔ ان نظموں میں ایمۃ کا لفظ سچائی کے معنوں میں بھی آیا ہے اور نبی موعود کے خطاب کے طور پر بھی۔ آخری نظم کی چند منتشر سطور ملتی ہیں۔ سطر ۱۴ درج ذیل ہے:۔

بایمۃ مبشر.. طوب کہ لیشرعناویم[3]

وہ تیرے ایمۃ کی بشارت دیتا ہے...

اور فروتن انسانوں کو خوشخبری۔

اس نظم کے آخر میں

عوبیم لاود اور توم

کے الفاظ میں اتمام نور کا ذکر ہے۔ ایسا مکمّل نور کہ جس پر زوال نہیں۔

آیاتِ قرآنیہ میں بھی "مُبَشِّراً" اور "وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ" کے الفاظ آئے ہیں۔

انجیل میں ایمۃ کی بشارت

اب بعض انجیلی حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں ایمۃ کی بعثت مقدسہ کا ذکر ہے۔

۱۔ مکاشفات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے عظیم الشان پیغمبر کے دو نام یونانی میں پس ٹوس (Pistos) اور الیتھیا ہیں جس کے لئے عبرانی الفاظ امین اور ایمۃ ہیں۔ مکاشفات کے متعلق یہ مانا جاتا ہے کہ عبرانی سے یونانی میں منتقل ہوئے۔ عبرانی میں نبی موعود کو امین اور ایمۃ کہا گیا جس کا ترجمہ یونانی میں پس ٹوس اور الیتھیا اور اردو میں "امانتدار اور برحق" کیا جاتا ہے۔ مکاشفات میں نبی موعود کی کشفی تصویر بایں الفاظ پیش کی گئی:۔

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک براق گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جس کا نام امانتدار اور برحق (امین اور ایمۃ) ہے وہ راستی

---

1. The Dead Sea Scrolls and the Bible by R. E Murhhy P. 62

2. The Scrolls and the New Testament P. 173

[3] عبرانی کتاب مجلۃ ہاہودیوۃ از یعقوب لیقط صـ ۲۱۶

کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔
.... اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں
اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے
اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا....
اور اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا
ہوا ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ اور
خداوندوں کا خداوند (۱۹/ ۱۱ تا ۱۶)

اس عظیم الشان بشارت میں نبیٔ موعود کے بعض ناموں کا ذکر ہے۔ ذاتی نام کو مخفی رکھا گیا۔ ایمۃ نام واضح طور پر آیا ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ یونانی کا الیتھیا عبرانی کا ایمۃ ہے۔

پیلاطوس کی عدالت میں ایمۃ کی گواہی

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے پیلاطوس کی عدالت میں جو بیان دیا اس کا یہ حصہ قابل غور ہے:۔

"میرا کام یہ ہے کہ میں حق کی گواہی
دوں۔ اس مشن کے لئے میں پیدا
ہوا اور اسی کے لئے میں دنیا
میں آیا۔ اور تمام وہ لوگ جو
حق سے بے خبر نہیں ہیں۔ وہ
میری آواز پر کان دھریں گے۔
پیلاطوس نے کہا حق کیا ہے؟"
(یوحنا ۱۸/ ۳۷-۳۸)

یہ ترجمہ نیو انگلش بائیبل کا ہے۔ سریانی نسخہ پشیتہ کا ترجمہ عیسائی عالم لیمزا نے کیا ہے۔ اس میں آخری فقرہ یوں ہے:۔

پیلاطوس نے کہا یہ حق کیا ہے؟

بیسک بائیبل کا ترجمہ ہے:۔

"پیلاطوس نے کہا حق؟ حق کیا ہے؟"

عیسائی عالم اور انجیل یوحنا کے مفسر سٹراچن نے تسلیم کیا ہے کہ یہاں حق کے لئے یونانی لفظ الیتھیا ہے۔ جو کہ عبرانی میں ایمۃ ہے[۱]

اگر حضرت مسیح نے اپنی گواہی میں محض سچائی کا ذکر کیا تھا تو پیلاطوس کا یہ سوال کہ یہ حق کیا ہے؟ بے معنی ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے کسی ایسی ہستی کی گواہی دی ہے جسے پیلاطوس نہیں جانتا۔ میرے نظریہ کے مطابق حضرت مسیح نے "احمد" کا ذکر کیا تھا۔ جسے انجیل نویس نے ایمۃ بنا دیا اور یونانی میں اس کا ترجمہ الیتھیا یعنی "حق" ہو گیا۔ اب اس عبارت میں حق کی جگہ "احمد" کا لفظ رکھ کر پڑھیں تو پیلاطوس کے سوال والا ابہام دور ہو جاتا ہے۔ عبارت یوں ہو گی:۔

"میرا کام یہ ہے کہ میں احمد
کی گواہی دوں۔ اسی مشن کے لئے
میں پیدا ہوا۔ اور اسی کے لئے
میں دنیا میں آیا۔ اور تمام وہ لوگ
جو کہ احمد (کی بعثت سے) بے خبر
نہیں ہیں۔ وہ میری آواز پر کان دھریں گے

---

[۱] سٹراچن کی تفسیر انجیل یوحنا ص ۱۸۱۔

پیلا طوس نے کہا کہ یہ احمد کیا ہے ؟"

ایک بہت بڑے عیسائی عالم چارلس کٹلر ٹوری نے اپنی کتاب The four Gospel میں ثابت کیا ہے کہ اناجیل اربعہ جب آرامی سے یونانی میں ترجمہ ہوئیں تو آرامی یا عبرانی الفاظ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ترجمہ کی بہت سی غلطیاں ہوگئیں۔ انہوں نے اس قسم کی بیسیوں غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ اندریں صورت احمد کو ایمتھ یا ایمۃ سمجھ کر اس کا الیتھیا کر دینا بالکل قرینِ قیاس ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن حکیم نے "ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد" کے الفاظ میں جس بشارت کا ذکر کیا ہے۔ وہ صحائفِ قمران میں اور انجیل کے بین السطور میں ہمیں ملتی ہے خصوصاً صحیفہ دمشق میں اس بشارت کے الفاظ موجود ہیں۔

۱۔ قرآن حکیم میں بشارت دہندہ کا نام عیسیٰ ہے صحیفہ دمشق میں مسیح ہے۔

۲۔ مبشراً کی جگہ صحیفہ دمشق میں عبرانی لفظ یود یعیم ہے۔ جس کے معنی آگاہ کرنے کے ہیں۔ جو کہ مبشراً کا صحیح ترجمہ ہے۔ مذکورہ عبرانی نظم میں "مبشر" کا لفظ بھی موجود ہے۔

۳۔ اسمہٗ کی جگہ شموہے جس کے معنی اس کے نام کے ہیں۔

۴۔ احمد کی جگہ ایمتھ یا ایمۃ ہے جو کہ اسم احمدؐ کے مشابہ عبرانی لفظ ہے۔ جیسے یہودی خاتم خدا کہتے ہیں۔

اس موازنہ سے ظاہر ہے کہ صحائفِ قمران کا ایمۃ اور قرآنی احمد ایک ہی مقدس ہستی کے نام ہیں۔ ایمۃ وہ "مہرِ خداوندی" ہے جس کے سارے نقوش خاتم النبیینؐ نے اپنے اندر سمو لئے اور وہ سراپا حق اور سراسر خوبی بن گیا۔ اور جو اپنی بعثتِ ثانیہ میں اسم احمدؐ کا تاج سر پر رکھ کر جلوہ گر ہوا۔

یہ ابتدائی تحقیق علمائے اسلام کے سامنے تحقیقِ مزید کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

سرگودھا کے عیسائی عنایت مسیح صاحب کا خط

"مولوی ابوالعطاء صاحب! سلام۔ دسمبر کا الفرقان میری نظر سے گزرا جس میں آپ نے پاکستان کے پادریوں کو چیلنج کیا خصوصاً پادری الیاس ایس مل صاحب کو خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت پر۔ یہ چیلنج پہلے آپ نے پادری عبدالحق صاحب کو بھی دیا تھا۔ آپ کا یہ چیلنج پادری عبدالحق صاحب نے قبول نہیں کیا تھا مگر ان کے قبول نہ کرنے میں بھی کوئی راز ہے جو احمدی نہیں سمجھ سکتے۔ جب انہوں نے یہ چیلنج قبول نہیں کیا تو پھر آپکو پاکستان کے پادری الیاس ایس مل صاحب اور دیگر پادری صاحبان کی طرف رُخ کرنے کا خیال آیا۔ پاکستان کا کوئی بھی پادری آپ کے علم کے برابر نہیں ہے آپ اپنے برابر کے پادریوں سے کیوں ٹکر نہیں لیتے۔ آپ کو اس موضوع پر یعنی واقعہ صلیب یا کسی اور مضمون پر مناظرہ کرنے کی ہمت ہے تو برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کی طرف رُخ کریں پھر دیکھیں کہ احمدیت کی دھجیاں کیسے اُڑتی ہیں۔ پادری صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

آرچ ڈیکن برکت اللہ ایم۔ اے ۲۸ چرچ سٹریٹ میرٹھ چھاؤنی

(نوٹ) اس کا جواب ماہنامہ الفرقان میں دے کر مشکور فرماویں۔

عنایت مسیح سرگودہا ۳۰/۱/۶۴

الفرقان: ہم یہ رسالہ پادری برکت اللہ صاحب کے نام بھجوا رہے ہیں کیا وہ اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

حاصلِ مُطالعہ

مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

(۱) مسلمان اور تبلیغِ اسلام

مولانا الحاج محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اپنے رسالہ "فضائلِ تبلیغ" میں فرماتے ہیں :-

"حق سبحانہ و تقدس نے اس آیت شریفہ (ولتکن منکم اُمّۃٌ الخ۔ ناقل) میں ایک اہم مضمون کا حکم فرمایا ہے وہ یہ کہ امت میں سے ایک جماعت اس کام کے لئے مخصوص ہو کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو تبلیغ کیا کرے۔ یہ حکم مسلمانوں کے لئے تھا مگر افسوس کہ اس اصل کو ہم نے بالکلیہ ترک کر دیا ہے اور دوسری قوموں نے نہایت اہتمام سے پکڑ لیا ہے۔ نصاریٰ کی مستقل جماعتیں دنیا میں تبلیغ کے لئے مخصوص ہیں اور اسی طرح دوسری اقوام میں اس کے لئے مخصوص کارکن موجود ہیں لیکن کیا مسلمانوں میں بھی کوئی جماعت ایسی ہے ؟ اس کا جواب نفی میں نہیں تو اثبات میں بھی مشکل ہے۔ اگر کوئی جماعت یا کوئی فرد اس کے لئے اُٹھتا بھی ہے تو اس وجہ سے کہ بجائے اعانت کے اس پر اعتراضات کی اس قدر بھرمار ہوتی ہے کہ وہ آج نہیں تو کل تھک کر بیٹھ جاتا ہے حالانکہ خیر خواہی کا مقتضا یہ تھا کہ اس کی مدد کی جاتی اور کوتاہیوں کی اصلاح کی جاتی نہ یہ کہ خود کام نہ کیا جاوے اور کام کرنے والوں کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر اُن کو کام کرنے سے گویا روک دیا جاوے۔" (ص۹)

ہمارے نزدیک مولانا محمد زکریا کے اِن درد بھرے الفاظ کا جواب تکفیر کے خوگر حضرات کی طرف سے (علامہ شبلی مرحوم کے الفاظ میں) صرف یہ ہے کہ :-

کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

(۲) اولیائے امّت کے دعاوی

سلسلہ احمدیہ کے شدید معاند مولانا محمد عالم آسی کی کتاب "الکاویہ" کا ایک ورق :-

"کتاب سیف ربانی صفحہ ۷۰ مصنفہ محمد مکی میں ہے کہ حضرت عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بار ایسا محو کر دیا کہ میں یوں کہہ رہا تھا کہ لو کان موسیٰ حیًّا لما وسعہ الا اتّباعی تو مجھے معلوم

ہوا کہ میں فنا فی الرسول ہوں۔ پھر ایک دفعہ محو ہوا تو میں کہہ رہا تھا کہ انا سید وُلد آدم ولا فخر جس سے معلوم ہو گیا کہ میں اس وقت محمدؐ بن گیا تھا ورنہ الیسے لفظ بطور دعویٰ مجھ سے ظاہر نہ ہوتے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے مرید سے فرمایا تھا کہ اتشہد انی محمد رسول اللہ تو مرید نے اس کی تصدیق کی تھی۔ تذکرہ غوثیہ کے صفحہ ۲۹۱ میں ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی نے ایک مرید سے کہا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ اُس نے انکار کر دیا آپ نے اُس کی محبت توڑ ڈالی۔" (ص ۴۹)

(۳) امام مہدی کا مقام

شیعی فرقہ کے ایک نامور عالم سید محمد عباس قمر زیدی الواسطی امام مہدی کے مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حدود خداوندی معطل اور بدعت شیطانی جاری وساری ہو رہی ہے۔ مذہب سے بیزاری وحق فراموشی عام ہو چکی ہے اور بظاہر درس توحید دینے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی کوششیں رائیگاں ہوتی نظر آ رہی ہیں کیونکہ اب پھر عالم میں ہر شخص اپنے لئے ایک نیا خدا بنا چکا ہے۔ آج .... نگاہ عالم ... منتظر و نگران ہے ایک ایسے خلاصۂ انبیاء کی جانب جس کی غیبت مثل یوسف، رجعت مثل عیسیٰ، طول عمر مثل خضر اور خلق و خُلق مثل محمد مصطفیٰ ہے جس کا ظہور ہی مقصد خلقت و حقیقی حجت ہے عالم کے لئے۔" ("آثار قیامت" صفحہ ۲ مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی)

(۴) کلمہ صرف پیغمبر اسلام کو عطا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے رسالہ " احمدیت کا پیغام" میں یہ نظریہ پیش فرمایا ہے کہ کلمہ کا عطا ہونا صرف پیغمبر اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ اس نظریہ کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے:۔

"حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے (جناب باری تعالیٰ میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے

سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا
دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ۔ سو میں نے معلوم
کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک
کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام
کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک
تمام مخلوق سے زیادہ پیارا
ہوگا ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے
آدم تم سچے ہو واقعی وہ میرے
نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے
ہیں اور جب تم نے ان کے واسطے سے
مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے
تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد (مصطفیٰ)
صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی
پیدا نہ کرتا ۔ روایت کیا اس کو بیہقی
نے اپنے دلائل میں ۔“ (منقول از
نشر الطیب صفحہ ۱۲-۱۳ مؤلفہ مولانا
اشرف علی صاحب تھانوی)

(۵) ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ آسان اسباق میں

اللہ تعالیٰ جزائے خیر بخشے مولوی بدر الدین صاحب بدر جالندھری کو کہ انہوں نے مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کیلئے کتب کا ایک سلسلہ شروع فرمایا ہے ۔ اس سلسلہ کی ساتویں کتاب ”الانسان“ تالیف فرمائی ہے جسے تاج کمپنی نے اپنی روایتی شان کے ساتھ شائع کیا ہے ”الانسان“ کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرۂ آفاق کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے مضامین کو نہایت آسان اسباق کی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے ظاہری الفاظ گو فاضل مؤلف کے ہیں مگر روح امام الزمانؑ کے انفاس قدسیہ کی ہے ۔

اس کے دیباچہ میں ایک صاحب نے لکھا ہے ۔
” الانسان “ . . . کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے جس میں فاضل مؤلف نے انسانی اخلاق اور روحانیت کے مختلف پہلوؤں پر جس محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے وہ خاص انہی کا حصہ ہے جس کے پڑھنے سے انسان کی طبعی ، اخلاقی اور روحانی حالتوں کی اصلاح ہو کر اس کی ایجاد کا حقیقی مقصد حاصل ہو سکتا ہے اور مراتب سلوک کا طے کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے ۔“

دیباچہ نویس بزرگ کے اس سہو قلم کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ انہوں نے اخلاق و روحانیت کے نکات معرفت کو فاضل مؤلف ہی کی کاوش فکر کا نتیجہ قرار دیا ہے ہم ان سے پوری طرح متفق ہیں کہ ”الانسان“ کی ”عبارت سادہ ، سلیس ، عام فہم ہونے کے علاوہ طرز بیان نہایت دلکش اور قابل توجہ ہے ۔ بہر کیف اس کامیاب پیشکش کے لئے ماسٹر بدر الدین صاحب بدر مستحق مبارکباد ہیں !! ۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء +

رمضان المبارک کی رعایت

طلبہ اپنے نام یا کوئی دوست کسی عزیز دوست یا بھائی کے نام دس شوال تک چھ روپے کی بجائے پانچ روپے میں سال بھر کیلئے رسالہ جاری کرا سکتے ہیں (مینیجر الفرقان ربوہ)

عیسیٰ موعود اور شانِ نبوت

پندرہ ۱۵ منقولی دلائل

(جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل منگلا)

چودہ سو سال سے علماءِ اہلِ سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ قرناً بعد قرنٍ چلا آیا ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والا مسیح محمدی اُمتی نبی ہوگا اور اس کی طرف وحی کی جائے گی اور وہ شریعتِ محمدیہ کی اتباع کرے گا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کا کسی زمانہ میں انکار نہیں کیا گیا۔ آج بھی عوام مسلمانوں کا جماعت احمدیہ سے گو یہ اختلاف ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آنے والا مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اُس نے زمین سے پیدا ہونا تھا اور اُمتِ محمدیہ میں سے ظاہر ہونا تھا لیکن یہ عقیدہ کہ آنے والا مسیح اُمتی نبی ہوگا اور خدا تعالیٰ اُس سے کلام کرے گا اس میں جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں کا کچھ اختلاف نہیں۔ لیکن آجکل بعض ہوشیار لوگ جب جماعتِ احمدیہ کے دلائل کا جواب نہیں دے سکتے تو کہتے ہیں کہ آنے والا مسیح نبی اللہ نہیں ہوگا بلکہ محض اُمتی ہوگا۔ اس کی طرف وحی نہ کی جائے گی۔ ایسے لوگوں کے اس غلط نظریہ کی تردید اور ابطال کے لئے یہاں پندرہ منقولی دلائل درج کئے جاتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح محمدی کے اُمتی نبی ہونے کا عقیدہ ایک اجماعی اسلامی عقیدہ ہے جسے مسلمانوں کا کثیر گروہ ہر زمانہ میں مانتا چلا آیا ہے۔ اور آج جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں بغیر کسی دلیل کے محض ضد اور تعصب کی بناء پر انکار کر رہے ہیں یتّبع غیر سبیل المؤمنین کا مصداق بن رہے ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُحصر نبی اللہ عیسٰی واصحابہ ...
فیرغب نبی اللہ واصحابہ ... ثم
یھبط نبی اللہ واصحابہ ....
فیرغب نبی اللہ واصحابہ الی اللہ

(صحیح مسلم)

یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے غلبہ کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہوں گے تو پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا کے حضور رجوع کریں گے۔ پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے اصحاب ایک خاص جگہ پر اُتریں گے۔ پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا کے حضور تضرّع کے ساتھ رجوع کریں گے۔" اس

صحیح حدیث میں آنحضرت نے چار مرتبہ مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس بینی وبینہ نبی و انہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ۔

(ابوداؤد و احمد)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اور ان کے (یعنی عیسیٰ کے) درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ آنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔" یہ حدیث صراحت سے پکار رہی ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اذ اوحی اللہ الی عیسیٰ انی قد اخرجت عباداً لی لا یدان لاحد بقتالھم۔ (مسلم)

کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ موعود کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے کچھ بندے (یاجوج ماجوج) نکالے ہیں جن سے کسی کو لڑنے کی طاقت نہیں" اس حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی طرف وحی کی جائے گی۔

۴۔ حضرت ام المومنین عائشہ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (درمنثور)

کہ اے لوگو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہا کرو مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔" اس اجمال کی تفصیل علامہ محمد طاہر صاحب گجراتی یوں بیان فرماتے ہیں :۔

"ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ"

(تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

کہ حضرت عائشہ رض کا یہ عقیدہ آنے والے مسیح موعود کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔" اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رض کے نزدیک آنے والا مسیح نبی ہوگا اور اس کا نبی ہونا خاتم الانبیاء کے منافی نہیں ہے۔

۵۔ عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رجلاً قال امامہ ان رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ فقال لہ المغیرۃ یکفیک ان تقول انہ خاتم الانبیاء لانا کنا نتحدث فی عہد رسول اللہ صلعم ان عیسیٰ مبعوث یظھر فاذا ظھر فیکون نبیاً۔

(درمنثور زیر آیت خاتم النبیین)

یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس پر حضرت مغیرہ رضؓ نے اُسے کہا تجھے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں یہ نہ کہنا چاہیئے کہ آپ کے بعد نبی نہ ہوگا کیونکہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ عیسےٰ مسیح ظاہر ہوں گے پس جب وہ ظاہر ہوں گے تو نبی ہوں گے۔"

۶۔ امام محی الدین ابن العربیؒ لکھتے ہیں :-

عیسیٰ ینزل فینا حکماً من غیر تشریع وھو نبیٌّ بلا شكٍّ۔

کہ عیسیٰ مسیح ہم میں حکم کی صورت میں شریعت کے بغیر نازل ہوں گے اور وہ بلا شک نبی ہونگے۔"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۵۷)

۷۔ امام شعرانیؒ لکھتے ہیں :-

وکذلك عیسیٰ اذا نزل الی الارض لا یحکم فینا الا بشریعۃ نبینا محمد و ان کان نبیاً۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۸)

کہ حضرت عیسیٰ نازل ہونے کے بعد شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے لیکن ہوں گے بہرحال نبی۔

۸۔ علامہ آلوسی مصریؒ لکھتے ہیں :-

نعم یوحیٰ الیہ وحیٌ حقیقیٌّ کما فی حدیث مسلم۔ کہ ہاں مسیح پر بعد از نزول وحی حقیقی نازل ہو گی جیسا کہ حدیث مسلم میں آیا ہے۔"

(روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۶۵)

اسی طرح علامہ موصوف لکھتے ہیں :-

فھو نبیٌّ ورسولٌ ۔۔۔۔ بعد النزول "کہ وہ نزول کے بعد نبی ہوں گے۔

۹۔ علامہ سیوطی کا قول ہے :-

من قال بسلب نبوتہ فقد کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

جو کہے کہ آنے والے مسیح مسلوب النبوۃ ہوں گے وہ یقیناً کافر ہے۔"

۱۰۔ امام ملا علی القاری حنفی لکھتے ہیں :-

اقول لا منافاۃ بین ان یکون نبیاً و ان یکون تابعاً لنبینا صلعم فی بیان احکام شریعتہ واتقان طریقتہ ولو بالوحی الیہ۔"

میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے نبی اور امتی ہونے میں کوئی منافات اور مخالفت نہیں خواہ اُن کی طرف وحی بھی کی جائے۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)

۱۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ لکھتے ہیں :-

ویزعم العامۃ انہ اذا نزل

الی الارض کان واحداً من
الامّۃ کلا بل ھو شرح
للاسم الجامع المحمدی
ونسخۃ منتسخۃ منہ
فشتان بینہ وبین احدٍ
من الامّۃ "
(خیر کثیر صفحہ ۲۰ طبع بجنور)

یعنی عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت
مسیح محض امتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ
تو اسم جامع "محمدؐ" کی پوری شرح ہوں گے اور
اسم محمدؐ کا دوسرا نسخہ۔ کہاں ان کا مقام اور کہاں
محض ایک امتی کا مقام"

۱۲۔ نواب صدیق حسن خان آف بھوپال لکھتے ہیں:۔

"فھو علیہ السلام وان
کان خلیفۃً فی الامّۃ
المحمدیّۃ فھو رسولٌ
ونبیٌّ "

کہ اگرچہ وہ اس امت میں خلیفہ ہونگے
مگر ہوں گے نبی اور رسول"
(حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶)

۱۳۔ سرخیل فرقہ اہل حدیث مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے
کہ آنے والا مسیح صرف ایک مسلمان
امتی ہوگا اور نبی نہ ہوگا" (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ نمبر ۷ ص ۱۴۲)

۱۴۔ مفتی دیوبند مولانا محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:۔

"جو شخص حضرت عیسیٰ کی نبوت سے
انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہی حکم
بعد از نزول بھی باقی رہے گا اور
ان کے نبی اور رسول ہونے کا
عقیدہ فرض ہوگا اور جب وہ اس
امت کے امام ہو کر تشریف لائیں گے
اس بنا پر ان کا اتباع احکام بھی
واجب ہوگا" (رجسٹر فتاویٰ الف
صا بحوالہ الفرقان خاتم النبیین نمبر
دسمبر ۱۹۵۲ء)

۱۵۔ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
لکھتے ہیں:۔

"شکستِ دجالیت کی صورت بجز
اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس
دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے
کے لئے امت میں ایک ایسا
خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین
کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر
جذب کئے ہوئے ہو۔۔۔۔ مگر
یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی
روحانیت کا انجذاب اسی مجدد
کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی
نبوت آشنا ہو محض مرتبہ
ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجۂ

نبوت کی بھی برداشت کر سکے ۔
اس کی صورت بجز اس کے اور کیا
ہو سکتی تھی کہ کسی نبی کو ......
اِس امت میں مجدد کی حیثیت
سے لایا جائے جو طاقت تو
نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی
نبوت کا منصبِ تبلیغ اور مرتبۂ
تشریع لئے ہوئے نہ ہو"
(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۳۲۸)

یہ زبردست منقولی دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں آنے والے مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اُمتی نبی ہوں گے اور ان کی طرف وحی بھی کی جائے گی۔ پس جو لوگ آنے والے مسیح کو محض اُمتی اور مسلوب عن النبوۃ قرار دیتے ہیں وہ اُمتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ سے روگردانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آمین +

مجلس تردید عیسائیت

اِس مجلس کے بارے میں گزشتہ نمبر میں اعلان کیا گیا ہے۔ جن احباب نے اس کی رکنیت کی اطلاع دی ہے اُن کے نام درج کر لئے گئے ہیں۔ موجودہ وقت میں اِس مجلس کی اہمیت اور افادیت نمایاں ہے بعض مفید مشورے بھی موصول ہوئے ہیں۔ دوسرے احباب بھی اِس طرف توجہ فرمائیں۔

(ایڈیٹر الفرقان ربوہ)

محترم جناب چودھری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا گرامی نامہ

مکرمی و محترمی مولانا ابو العطاء صاحب سلّمکم اللہ تعالیٰ بفضلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خاکسار نے آپ کی تصنیفات "القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین" اور "مباحثہ مصر" اُردو و انگریزی دونوں مطالعہ کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عرفان میں برکت ڈالے۔ آمین۔ اپنے اپنے موضوعات پر نہایت ہی قابلِ قدر کتابیں ہیں۔ جہاں مباحثہ مصر عیسائیوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے ہر متنازعہ فیہ مسئلہ میں مکمل معلومات کا ذخیرہ ہے وہاں "القول المبین" خاتم النبیین کی صحیح اور نہایت ہی قیمتی تفصیلی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعیٔ جلیلہ کو اپنے ہاں قبولیت عطا فرما کر آپ کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی صحت، عمر اور علم میں بے اندازہ برکت ڈالے آمین۔ اور علمی مذاق رکھنے والے مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ ان نادر تصنیفات سے کما حقہٗ استفادہ کریں۔ آمین +

خاکسار
اسد اللہ خان

شذرات

۱- وزیر داخلہ جیت گئے

مدیر "چٹان" زیر عنوان "جماعت اسلامی پر پابندی" لکھتے ہیں :-

"تعبیروں سے انسان ہمیشہ زنجیروں میں پھنس جاتا ہے۔ جماعت اسلامی کو اعتراف کرنا چاہیے تھا کہ ماضی مرحوم میں مسلم لیگ کی ہم نوا نہیں رہی۔ اس نے پاکستان بن جانے سے پہلے تحریک پاکستان میں حصہ نہیں لیا اور لیگی زعماء اسکے نقد و نظر کی زد میں رہے۔ جماعت نے مدافع کا رول اختیار کیا نتیجہ یہ نکلا کہ وزیر داخلہ تحریریں کے اقتباس کی مہم میں جیت گئے"

(چٹان ۱۳ر جنوری سنہ ۶۴ء)

جناب شورش کا یہ اعتراف وزیر داخلہ کی بڑی "فتح" کا اقرار ہے۔ جناب مودودی صاحب کے متعلق شورش صاحب نے اسی مقالہ میں لکھا ہے :-

"ہماری ایمان دارانہ رائے ہے کہ سیاسیات ان کے ڈھب کی چیز ہیں اور نہ وہ اس راہوار پر سواری کر سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں وہ اسلام کی فکری خدمت بجالاتے تو یہی ان کا عظیم کارنامہ ہوتا۔"

گویا جو کام (سیاست) مودودی صاحب کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے ڈھب کا نہیں اور جس کام کو ان کے ڈھب کا بتایا جاتا ہے اس میں وہ سراسر ناکام ہیں بلکہ اسے کرنا ہی نہیں چاہتے۔ بتائیے اب بات بنے تو کیونکر بنے ؟

۲- حضرت مسیحؑ اگر زندہ ہوتے ....؟

اخبار "دعوت" لاہور راوی ہے کہ :-

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا اس سے عہد لیا کہ اگر وہ زندہ ہو اور اسکی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو وہ ضرور اس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت میں جہاد کرے تو اگر خضرؑ زندہ ہوتے تو لازمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے اور نصرت کرتے۔"

(دعوت ۲۴ر جنوری سنہ ۶۴ء ص ۹)

الفرقان - ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کی نصرت میں جہاد کرنا چاہیے تھا۔ پس نہ حضرت خضرؑ زندہ ہیں اور نہ حضرت مسیحؑ۔

۳- شورش صاحب کا صریح جھوٹ

مدیر چٹان نے لکھا ہے کہ :-

"سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو گالی دینے سے کون خوش ہوتا ہے؟ صرف مرزائی - اور افسوس ہے

کہ ہمارے بعض مجاہد ارادۃً یہ حرکت کرتے ہوئے شرماتے نہیں۔" (چٹان ۱۳ جنوری ۱۹۶۴ء)

"علمائے اسلام" سید عطاء اللہ شاہ صاحب کو "گالیاں" دیں اور جب اُن کا جواب بن نہ آئے تو احمدیوں کا نام لے کر جلے دل کے پھپھولے پھوڑے جائیں حالانکہ جماعت احمدیہ کو اس سے کیا سروکار کہ بخاری صاحب کو اُن کے اپنے لوگ کیا کہتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو اُن کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے۔

۴۔ علماء کا مشغلہ اور اس کے نتائج

شورش صاحب اپنے علماء کے متعلق لکھتے ہیں:-

"ان کا موجودہ مشغلہ تکفیر اور وہ واعظوں کے موضوع اصلاً اور معناً کوئی فائدہ نہیں رکھتے بلکہ الٹے مسلمانوں میں انتشار و فساد کا بیج بوتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بروایت مسلمانی کتابوں میں رہ گئی یا قبروں میں چلی گئی ہے اور اسلام تبلیغی اعتبار سے اس ملک میں عاجز ہوتا جا رہا ہے۔"

(چٹان ۱۳ جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۴)

بھلا بتلائیے کہ ان علماء سے اب کس خیر کی توقع کی جاسکتی ہے؟

۵۔ کیا آنحضرتؐ متمم خلافتِ الٰہیہ نہ تھے؟

شیعہ ماہنامہ "پیامِ عمل" لاہور لکھتا ہے:-

"حضور سرورِ کائنات خاتم الانبیاء و متمم رسالت تھے مگر متمم خلافتِ الٰہیہ و امامت نہ تھے۔"

(جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۸)

سوال یہ ہے کہ کیا خلافتِ الٰہیہ اور امامت کا کوئی مقام اور مرتبہ ایسا ہے جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ تھا۔ جب یہ صورت نہیں ہے تو پھر آپ کے متمم خلافتِ الٰہیہ ہونے کا کیوں انکار کیا جا رہا ہے؟

۶۔ خلفائے راشدین سے "بیزاری" اور تشیع کا سنگِ بنیاد

"تشیع کا سنگِ بنیاد" کے عنوان سے "پیامِ عمل" لکھتا ہے:-

"اسی اصول کے مطابق خود ساختہ و خود رو و اجماعی و پنچایتی خلفاء یا ان کے نصب کردہ خلفاء سے برأت و بیزاری اور انکار کا اظہار کئے بغیر خلفائے برحق کی امامت و خلافت، اتباع و تمسک، محبت و تشیع کا ادعا محض غلط، ناقص و باطل ہے۔"

(پیامِ عمل جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۹)

الفرقان:- خلفائے راشدین کو خود ساختہ، خود رو اور پنچایتی خلفاء کہہ کر مسلمانوں کے اتحاد میں سخت رخنہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ اگر یہی تشیع کا سنگِ بنیاد ہے تو اہلِ سنت والجماعت سے اتفاق و اتحاد کی کونسی صورت ممکن ہے؟

۷۔ منصبِ امامت کا انکار کفر و جاہلیت ہے

شیعہ رسالہ "پیامِ عمل" لکھتا ہے:-

"منصب اولوالامر و امامت ایسا جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہے کہ وحدانیت و رسالت کا اعتقاد رکھنے کے باوجود امام سے عدمِ معرفت کفر و جاہلیت ہے۔" (جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۹)

الفرقان:- شیعہ مسلمانوں کا دوسرا بڑا فرقہ ہیں ان کا یہ اعتقاد بھی قابلِ توجہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک امام

وفاتِ مسیحؑ میں حیاتِ اسلام ہے[1]

ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحقّ لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ ولو کرہ المشرکون ○

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

رسولِ حقؐ کو مٹّی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا

یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

خدا نے پھر تمہیں اب ہے بُلایا
کہ سوچو عزّتِ خیر البرایا

ہمیں یہ راہ خدا نے خود دکھادی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

حضرات! اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دینِ اسلام کی حفاظت کرے گا۔ اگر کبھی مسلمانوں کی غفلت کے باعث اس چمن روحانیت میں عارضی خزاں آئے گی تو خدائے ذوالجلال فی الفور اس میں بہار لائے گا اور اسے بابرگ وبار بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کا خود محافظ ہے۔ فرماتا ہے:۔

اِنّا نحن نزّلنا الذکر واِنّا لہٗ لحافظون (الحجر: ۱۰)

ہم نے اس کامل دین کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی میں نازل ہوئی تھی جبکہ بظاہر خود آپ کی زندگی بھی سخت خطرات میں تھی۔ صحابہؓ کے لئے سرزمینِ مکّہ تنگ ہوچکی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جس شان سے پورا ہوا اور جس طرح قرآن پاک کی حفاظت ہوئی اس کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سب کو ہے۔ سارے اہلِ تاریخ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن پاک ہر قسم کی ملاوٹ اور ہر رنگ کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ قرآن مجید اپنے الفاظ اور اپنے معانی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دائمی طور پر اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

دورِ انحطاط کی خبر

اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں اجمالاً اور احادیث میں تفصیلاً یہ خبر دی گئی ہے کہ خیر القرون یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کی تین صدیوں کے بعد مسلمانوں پر دورِ انحطاط کا آغاز ہوجائے گا اور وہ تدریجاً تنزّل کی طرف گرتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت بھی آجائے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ وہ حقیقتِ اسلام سے کوسوں دور ہوں گے۔ رسولِ مقبول

---

[1] تقریر جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۳ء۔ (ابوالعطاء)

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

یوشك ان یأتی علی الناس
زمان لا یبقی من الاسلام
الّا اسمہ ولا من القراٰن اِلّا
رسمہ مساجدھم عامرۃ
وھی خراب من الھدٰی
علماءھم شرّ من تحت
ادیم السماء من عندھم
تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

کہ عنقریب مسلمانوں پر ایسا وقت آجائیگا
کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائیگا
اور قرآن مجید کے محض الفاظ ہوں گے
ان کی مسجدیں ہدایت سے عاری ہونگی'
گو ان پر نقش و نگار بہت ہوگا۔ آنکے
علماء زیرِ آسمان بدترین خلائق ہونگے
ان سے فتنے پیدا ہوں گے اور ان
میں ہی عود کریں گے"۔

یہ حدیث نبوی مسلمانوں کے ایک درمیانی دَور کی خبر دیتی ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال لکھتے ہیں :-

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا
فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر
میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل
ویران ہیں۔ علماء اس اُمت کے بدتر اُن
کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ اُنہیں
سے فتنے نکلتے ہیں اُنہیں کے اندر پھر کر
جاتے ہیں"۔ (اقتراب الساعۃ صلا)

یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں کفر اسلام پر یورش کرے گا اور نصرانیت کے علمبردار دنیا پر چھا کر اسلام کو نابود کرنے کا تہیہ کر لیں گے۔ اسلام کے لئے یہ انتہائی غربت اور بے کسی کا دَور ہوگا۔

عارضی خزاں کے بعد دائمی بہار

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اِس درمیانی ابتر حالت کے بعد آنے والے خوشگوار دَور یعنی اسلام پر اس عارضی خزاں کے بعد دائمی بہار کے آنے کی پیشگوئی بھی موجود ہے جبکہ قرآنی الفاظ کے مطابق اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا (ولیظھرہٗ علی الدین کلّہ) ساری زمین پر آسمانی بادشاہت قائم ہوگی۔ (لیستخلفنّھم فی الارض) نیز احادیث کی تصریحات کے موافق اس وقت اسلام کے سوا تمام ادیان مٹ جائینگے' ان کی قدر و قیمت جاتی رہے گی (یھلك اللّٰہ الملل کلّھا الّا الاسلام) عیسائیت شکست کھا جائے گی۔ اور دجالیت پاش پاش ہو جائے گی۔ کسرِ صلیب کا ظہور تام ہو جائے گا۔ دنیا ایک مرتبہ پھر واشرقت الارض بنور ربّھا کا نظارہ دیکھے گی۔

اِس نہایت خوشگوار اور سہانے منظر کے لئے جملہ انبیاء خبر دیتے آئے ہیں۔ حق و باطل کے پُر اسنے معرکہ کے اس دل پسند خاتمہ یعنی دجالی طاقتوں کے پاش پاش ہونے کی خوشخبری سب اُمتوں کا سرمایۂ افتخار رہا ہے۔

اِس شاندار انجام کا آغاز آخری زمانہ میں کس طرح ہونے والا تھا؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مثل امتی مثل المطر لا
یدری اولہ خیر ام اٰخرہ (مشکوٰۃ)

کہ آخری زمانہ میں میری اُمّت کے لئے ایک نہایت بابرکت روحانی بارش ہوگی اور وہ بالکل اسی طرح ہوگی جس طرح میرے وقت میں ہوئی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کے چمن پر نہایت شاندار موسم بہار آجائیگا۔

فرمایا پہلے تو وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ ایمان ثریا پر جاچکا ہوگا اور چاروں طرف صلیبی مذہب کا دَور دَورہ ہوگا پھر ایک فارسی الاصل وجود ظاہر ہو گا جو دوبارہ ایمان کو ثریا سے لاکر زمین پر قائم کر دیا جائے گا۔ (لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من هؤلاء) وہ مسیحا امّت کی روحانی امراض کا معالج ہوگا۔ اس کے ذریعہ سے سچے محمدیوں کے پاؤں بلند ترمینار پر قائم ہوجائیں گے اور اُمّت پر نئے سرے سے روحانی دَور آجائے گا۔ ادیانِ باطلہ کو شکست دی جائے گی اور صلیبی مذہب کا بطلان کامل طور پر ہوجائے گا۔

حضرات! یہی وہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا دَور ہے جس کے لئے سب مسلمان متمنی رہے ہیں اور آج بھی آرزومند ہیں۔ مولوی فرید احمد صاحب نے حال ہی میں کہا ہے کہ:-

"لوگ ایسے مخلص انسانوں کے لئے چشم براہ ہیں جو خلوص نیت کے ساتھ اس ملک میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں"

(اردو ڈائجسٹ دسمبر ۶۳ء صفحہ ۲۴)

تحریک احمدیت ایک آسمانی تحریک ہے۔ یہ روحانی نہج پر محمدیہ سلسلہ میں مسیحیت کا شجرہ طیبہ ہے۔ قرآن مجید میں آیت وآخرین منهم لما یلحقوا بهم میں اسی جماعت اور اسی تحریک کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

اسلام اور عیسائیت

حضرات! اسلام اور عیسائیت دو عظیم مذاہب ہیں جن کے پیرو کروڑوں کی تعداد میں رُوئے زمین پر موجود ہیں۔ اسلام تو اپنے روزِ اوّل سے تبلیغی دین ہے۔ حضرت بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے اعلان فرما دیا تھا:-

یا ایها الناس انی رسول الله
الیکم جمیعاً (الاعراف)

اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔" اگرچہ حضرت مسیح نے خود ہی فرمایا تھا کہ:-

"مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی ۱۵/۲۴)

اور کنعانی عورت کی درخواست پر کہہ دیا تھا کہ:-

"لڑکوں کی روٹی کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں" (متی ۲۵/۲۶)

عیسائیوں کا دعویٰ

لیکن عیسائی پادریوں نے دنیا بھر میں عیسائیت کی تبلیغ

شروع کر رکھی ہے اور وہ سب قوموں میں منادی کر رہے ہیں اور کم و بیش نصف صدی بیشتر تک پادری صاحبان بہت پختہ عزم کے ساتھ اعلان کر رہے تھے کہ عیسائیت ہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا اور عیسائی عقائد تمام مذاہب پر بالخصوص اسلام پر غالب آجائیں گے اور تمام مسلم ممالک میں مسیحی پرچم لہرائے گا۔ مشہور امریکی پادری مسٹر جان ہنری بیروز نے ہندوستان میں ایک تقریر کے دوران اعلان کر دیا تھا کہ:-

> "اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار ایک طرف لبنان پر ضو فگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ، دمشق، تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتّٰی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا۔"
>
> (کتاب بروز لیکچرز صـ۴۲)

اسلام کی پختہ دیوار میں عیسائیت کی خفیہ سرنگ

حضرات! یہ امر قابلِ غور ہے کہ بات یہاں تک کس طرح پہنچی اور حقیقی اسلامی دلائل و براہین کے سامنے عیسائیت کے متادشیروں کی طرح کیونکر گرجنے لگے۔ حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام کے اوّلین دور میں عیسائی پادری دلائل کے میدان میں کامل شکست کھا چکے تھے اور انہیں ظاہری طور پر اسلام کے مقابلہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوتا تھا۔ آخر یہ انقلاب کیونکر ہو گیا اور مسلمان علماء پادریوں کے سامنے اس طرح عاجز و لاجواب ہونے پر کیوں مجبور ہو گئے؟ دونوں مذہبوں، ان کے عقائد اور ان کے پیروؤں کے حالات پر گہری نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ اوّلین مسلمان عقائد صحیحہ کے جس مضبوط قلعہ میں محفوظ تھے اور جس کے برملا طور پر فتح کرنے کا پادریوں کو وہم بھی پیدا نہ ہوتا تھا اس قلعہ کی ایک پختہ دیوار میں عیسائیوں نے ایک خفیہ سرنگ بنانی شروع کر دی اور بعد کے مسلمانوں کی غفلت یا سادہ لوحی سے وہ اس دیوار میں خطرناک سوراخ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ دیوار کے پہرہ دار نہ صرف غافل رہے بلکہ وہ ان سرنگ لگانے والے باطنی دشمنوں کی گونہ مدد کرتے رہے۔ ان حالات میں جو نتیجہ ہو سکتا تھا وہ ظاہر ہے اور وہی نتیجہ پیدا ہو گیا۔

عیسائیت نے جب دیکھا کہ وہ کھلم کھلا اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور مسلمانوں کے دلائل کے سامنے عیسائیوں کے عقائد ٹھہر نہیں سکتے تو ہوشیار پادریوں نے ظاہری طور پر اسلامی لبادہ اوڑھ کر حصارِ اسلام میں داخل ہو کر حضرت مسیحؑ کے بارے میں عیسائیت کے غالیانہ عقائد کو مسلمانوں میں رواج دینا

شروع کر دیا۔ حضرت مسیح کی نبوت و رسالتِ حقّہ کے اسلامی عقیدہ کی وجہ سے پہلے سے ہی مسلمانوں کے دلوں میں انکے لئے قدر و منزلت موجود تھی اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تدلیسی طریقوں سے پادریوں نے حضرت مسیح کی وہی عظمت مسلمانوں کے دلوں میں بٹھانے کے لئے روایات گھڑلیں جو عیسائیت میں مسیح کو حاصل تھی اور پھر اپنے خاص طریق پر ان روایات کو پھیلانا شروع کیا۔

انہی روایات میں ایک خطرناک روایت یہ تھی کہ صرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام ابھی تک آسمانوں پر جسم سمیت زندہ ہیں باقی سب نبی وفات پا گئے ہیں کسی اور نبی کو یہ امتیاز حاصل نہیں ہوا کہ وہ دشمنوں کے نرغہ سے نکل کر آسمان پر صدیوں تک بیٹھا رہا ہو اور پھر آخری زمانہ میں نازل ہو کر ساری دنیا میں امن و ایمان پیدا کرنے کا موجب بننے والا ہو۔ عیسائیت کے نزدیک یہ فخر صرف حضرت مسیح کو حاصل تھا اور یہی نظریہ عیسائیت کا طرۂ امتیاز تھا۔

پادریوں نے منافقانہ چالوں سے مسلمانوں میں یہ غلط اور اسلام کے لئے نہایت خطرناک عقیدہ رائج کر دیا اور قرونِ وسطیٰ کے مسلمان عیسائیوں کی طرح اپنی مستقبل کی ساری امیدیں نزولِ مسیح ناصری کے ساتھ وابستہ کرنے لگ پڑے۔ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ سرورِ کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فوت ہو کر مدینہ منورہ میں مدفون ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمانوں پر زندہ بیٹھے ہیں۔ وہ تینتیس برس کے جوان کے جوان ہیں۔

حضرت امام ابن القیمؒ کا بیان

اس جگہ حضرت امام ابن القیمؒ اور امام الشامی کی فراست کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے اس امر کو خوب بھانپ لیا کہ یہ عقیدہ تو بنیادی طور پر نصاریٰ کی طرف سے مسلمانوں میں داخل کیا جا رہا ہے۔ صاحب فتح البیان لکھتے ہیں :-

"فی زاد المعاد للحافظ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ ما یذکر ان عیسیٰ رفع وھو ابن ثلاث وثلاثین سنۃ لا یعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی وھو کما قال فان ذلک انما یروی عن النصاریٰ"

(تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۹)

کہ کتاب زاد المعاد مصنفہ امام ابن القیم میں مذکور ہے کہ یہ روایت کہ حضرت عیسےٰ تینتیس برس کی عمر میں اٹھائے گئے تھے کسی طرح صحیح اور متصل طور پر ثابت نہیں جسے اختیار کرنا لازمی ہو۔ امام شامی کہتے ہیں کہ بات اس طرح ہے یہ تو صرف عیسائیوں کی روایات ہیں"

ان روایات کے زہریلے اثرات سے اب حالات اتنے بدل گئے کہ پہلے عشقِ نبوی اور وفورِ محبت میں حضرت فاروق اعظم کی تلوار اس لئے میان سے نکلی تھی کہ کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اعلان نہ کر سکے مگر اب علماء کی تلواریں صرف ان لوگوں کے خلاف اٹھتی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ کہتے ہیں

ہمہ عیسائیان را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میّت را

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے دیکھا کہ مسلمان کہلانیوالے سیّد الاوّلین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے پادریوں کے ہمنوا بن گئے ہیں انہوں نے مسیح ناصری کو وہ عزت دیدی ہے جو سرورِ کونین کو نہیں دی تب پانسہ پلٹ گیا اور مسلمان عیسائیوں کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔ دنیوی طور پر بھی ان کے دستِ نگر بن گئے اور دینی طور پر ان کے مقابلہ سے عاجز آگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح دردبھرے الفاظ میں اس حقیقت بیان فرمایا ہے کہ ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

(آمین مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

مسلمانوں کی زبوں حالی پر مرثیہ کہنے میں حالیؔ نے کچھ کمی نہیں کی۔ اقبالؔ نے بھی عظمتِ رفتہ پر کافی آنسو بہائے ہیں مگر حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کا انداز بالکل نرالا اور نصرتِ آسمانی کا خاص جاذب تھا۔ فرماتے ہیں:- ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ایں دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملّت قلّتِ انصارِ دیں

(فتح اسلام مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

پھر دعا کی ؎

یاربّ احمد یا اِلٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم
سبّوا نبیّک بالعناد وکذبوا
خیر الورٰی فانظر الیٰ عدوانھم
یاربّ ارنی یوم کسر صلیبھم
یاربّ سلّطنی علیٰ جدرانھم

(نور الحق مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

مسیح موعودؑ کی بعثت

اب وقت آگیا تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون کا پھر پورے جلال سے ایفاء فرمائے اور اسلام کی کشتی کو منجدھار سے نکال کر ساحلِ نجات پر پہنچائے اور دردمندوں کی آہ و زاری کو سنے۔ چنانچہ اس نے اپنے فضل سے اپنے بندے حضرت احمد قادیانیؑ کو ایک چھوٹے سے گاؤں میں سے منتخب فرمایا اور اُسے اس لئے کھڑا کیا تا وہ "یحی الدین ویقیم الشریعۃ" اسلام کو زندہ کرے اور شریعتِ اسلامیہ کو قائم کرے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بشارت دی کہ اب اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہوگی اور اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا اور عیسائیت کا طلسم پاش پاش کردیا جائے گا۔

یہ سب کچھ کس طرح ہوگا؟ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

علیہ السلام نہایت پُر شوکت الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا
اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔
میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون
ہوتا جاتا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے
فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر
توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی
فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور
جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے
منقطع کئے جائیں گے۔ **مریم کی معبودانہ
زندگی پر موت آئے گی اور نیز
اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔**
خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں
تو مریم اور اس کے بیٹے عیسےٰ اور تمام
زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔
سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں
کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ
چکھادے۔ **سو اب دونوں مرینگے
کوئی ان کو بچا نہیں سکتا** اور وہ
تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو
جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی
زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ
دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب
مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ
کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے
توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل
ہونے والے بڑے زور سے داخل
ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائینگے
جن کے دل پر فطرت سے دروازے
بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے
محبت رکھتے ہیں۔
قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک
ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ
جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ
وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہوگا جب تک
دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

حضرات! ازل سے مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ہاتھوں دجال تباہ کیا جائے گا۔ مسیح موعود کسر صلیب کرے گا۔ تیرہ سو برس سے صلحاء و ابرار اس عہد سعادت مہد کیلئے چشم براہ تھے۔ کسر صلیب کے معنے یہی تھے "فیبطل النصرانیۃ ویحکم بالملّۃ الحنیفیۃ" (مرقاۃ شرح المشکوٰۃ)۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:-

"فتح لی ھنا معنی من الفیض
الالٰھی وھو ان المراد من کسر
الصلیب اظھار کذب النصاریٰ
حیث ادعوا انّ الیھود صلبوا
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
علیٰ خشب۔"

(عینی علی البخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴)

کہ عیسائیت کا ابطال کیا جائے اور اسلام کو غالب کیا جائے
شارح البخاری فرماتے ہیں کہ مجھے کسرِ صلیب کے معنے الہاماً یہ
بتائے گئے ہیں کہ مسیح موعود دلائل سے ثابت کر دے گا کہ عیسائیوں
کا یہ زعم سراسر باطل ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہود نے صلیب پر
مار دیا تھا۔ گویا صلیبی موت کی تردید اور عیسائیوں نے
مسیح ناصری کو جو آسمانوں پر زندہ بٹھا رکھا ہے اس کا
ابطال کر کے اس کی طبعی وفات ثابت کر دینا ہی کسرِ صلیب
ہے اور اسی عقیدہ سے اس زمانہ میں عیسائیت کا مقابلہ
کیا جائے گا۔ گویا وہ غلط خیال جو مسیحؑ کی غیر معمولی زندگی
کا قرونِ وسطیٰ میں مسلمانوں میں رائج کر دیا گیا تھا اُسے
باطل قرار دے کر مسیحؑ کی وفات کا اعلان کر دیا جائے گا۔
اس عقیدہ کے دلائل و براہین کے رُو سے ثابت ہو جانے
سے عیسائیت کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہو جائے گا۔

موجودہ عیسائیت کی بنیاد

اناجیل میں لکھا ہے:۔

(الف) "تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے
اسے صلیب دلوا کر مار ڈالا لیکن خدا نے
موت کے بند کھول کر اسے جِلایا۔"
(اعمال ۲ / ۲۳-۲۴)

(ب) پولوس لکھتا ہے کہ:۔
"اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری
منادی بھی بے فائدہ ہے اور ہمارا
ایمان بھی بے فائدہ۔"
(۱۔ کرنتھیوں ۱۵ / ۱۴)

مشہور امریکی پادری ڈاکٹر زویمر لکھتے ہیں:۔

"کیف یتبرر الانسان عند
الله؟ والجواب بواسطة موت
المسیح الکفاری فقط لیس
من طریق اٰخر ولا من انجیل
اٰخر فاذا کان ایماننا ھٰذا
خطاء کانت مسیحیّتنا
بجملتھا باطلة" (السر العجیب
فی فخر الصلیب مطبوعہ مصر ص۲)

ترجمہ:۔ انسان اللہ کے ہاں کس طرح پاک
ٹھہر سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ صرف
مسیح کے کفارہ والے یعنی صلیبی موت
کے عقیدہ کے واسطہ سے، نہ کسی اور
طریق سے اور نہ کسی اور انجیل سے،
اگر ہمارا یہ ایمان (یعنی صلیبی موت پر
ایمان) غلط ثابت ہو جائے تو پھر
ہماری ساری مسیحیت ہی باطل ثابت
ہو جائے گی۔"

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ موجودہ عیسائیت کی
بنیاد صلیبی موت اور پھر مسیح کی آسمانوں پر زندگی کے
عقیدہ پر ہے۔ اسے باطل کر دینے سے عیسائیت کی
ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے اور وہ عیسائیت
اور پادری جو اسلام اور مسلمانوں کے سینوں پر چڑھے
ہوئے ہیں ہزیمت خوردہ حریف کی حیثیت اختیار
کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

تضرعات کو سن کر آپ کو جہاں یہ بشارت دی کہ اسلام غالب ہوگا اور عیسائیت شکست کھائے گی وہاں آپ کو دلائل کے وہ ہتھیار بھی عطا فرمائے جن کے مقابلہ کی پادریوں میں ہرگز طاقت نہ تھی اور نہ ہے۔ ان میں سے بنیادی ہتھیار حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طبعی موت کا عقیدہ ہے۔ آپؑ نے از روئے اناجیل و تاریخ صلیبی موت کی تردید کر کے دلائل قاہرہ سے ثابت فرما دیا کہ حضرت مسیحؑ صلیب سے بچ کر کشمیر کی طرف ہجرت کر کے آ گئے تھے اور یہیں پر سری نگر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ یہ ہتھیار عیسائیت کے زہر کے لئے تریاقِ اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ اسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں پر نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے

موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولاً انت معی و انت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔ (ازالہ اوہام ص۲۳۲)

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا اظہار حقیقت

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الطالِ نصرانیت کے لئے جو ہتھیار دیا گیا یعنی حضرت عیسٰیؑ کی صلیبی موت کی تردید اور ان کی طبعی وفات کا اثبات۔ یہ آسمانی حربہ کتنا کارگر اور کتنا مؤثر ثابت ہوا اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو کتنا فائدہ پہنچا اور اس آسمانی حربہ کے سامنے عیسائی پادری کس طرح شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس کا ذرا سا اندازہ پیش کرنے کے لئے میں آپ کے سامنے اہلسنت والجماعت کے ایک بہت بڑے عالم جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا (جنہیں ہزاروں تعلیم یافتہ لوگ بھی اپنا "مرشد" کہتے ہیں) ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ وہ اپنی تفسیر القرآن کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اس زمانہ میں پادری، نصرانی پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت، و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا وہ تو ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام رسولؐ اور سیرت رسولؐ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر ان کا ایمان تھا یکساں تھے..... مگر حضرت عیسٰیؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسٰیؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور جس عیسٰیؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے نصرانی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی۔" (دیباچہ تفسیر القرآن از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ص۲)

حضرات! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ آسمانی حربہ کا باطل کے لئے مہلک ثابت ہونا سب کو تسلیم

ہے اپنے و بیگانے اس کی روحانی تاثیروں کے معترف ہیں اسے عیسائیت کے ابطال کے لئے واحد کارگر حربہ یقین کرتے ہیں مگر ہنوز ایک طبقہ اس وہم میں مبتلا ہے کہ وفات مسیحؑ کا مسئلہ کوئی "انسانی ترکیب" ہے۔ جسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے محض عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے خود ایجاد کیا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خود حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عام مسلمانوں کی طرح پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے تھے اور ان کی جسمانی آمد کے قائل تھے۔ آپ نے براہین احمدیہ میں اسی عقیدہ کا فرمایا ہے مگر جب خدا کی وحی نے آپ پر ظاہر فرمایا کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ نہیں ہیں اور قرآن مجید کی آیات میں ان کی وفات کا ذکر موجود ہے تو آپ نے ببانگ دہل اعلان فرما دیا ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

شروع شروع میں اس اعلان پر علماء چیں بجبیں ہوئے بلکہ ابتداء میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فتویٰ کفر کی ایک وجہ یہ قرار دی گئی تھی کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ مانتے ہیں مگر قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ کی تصریحات نیز عقلی دلائل اور واقعاتی شہادتوں کے سامنے حقیقت روز بروز روشن سے روشن تر ہوتی گئی، اور اب ایک بہت بڑا طبقہ سنجیدگی سے یہ تسلیم کر رہا ہے کہ فی الواقع قرآن مجید سے حضرت عیسےٰؑ کی وفات ثابت ہے۔ عنقریب یہ حقیقت اور بھی آشکارا ہو جائے گی۔

عقیدہ وفات مسیحؑ کی اہمیت

حضرات! ہمارا عقیدہ ہے کہ وفات مسیحؑ میں حیات اسلام ہے اس لئے یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ یہ کسی حالت میں بھی نظر انداز کئے جانے والا مسئلہ نہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ نہایت ٹھوس بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام کی زندگی کے معنے یہ ہیں کہ اس کی کتاب قرآن مجید زندہ کتاب ہے، اس کا رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہے، اس کا پیش کردہ خدا زندہ خدا ہے، واحد لاشریک ہے۔ ان تینوں کی زندگی سے اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت ہوتا ہے مگر حضرت عیسیٰؑ کی جسمانی زندگی کا نظریہ ان تینوں کی زندگی کے منافی اور متضاد ہے۔

اوّل۔ قرآن مجید نے نہایت صراحت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کو بیان فرمایا ہے تیس آیات سے وفات مسیح ثابت ہے۔

قرآن مجید میں وفات مسیحؑ کا ذکر

اختصار اور ایجاز کے مدنظر یوں سمجھیے کہ حضرت عیسیٰؑ کی تین حیثیتیں مانی جاتی ہیں۔ یہودی انہیں صرف ایک بشر مانتے ہیں۔ عیسائی انہیں اِلٰہ قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں تفریط اور افراط کی راہیں ہیں۔ مسلمانوں کے عقیدہ میں حضرت مسیحؑ نبی اور رسول تھے۔ قرآن مجید نے ہر سہ لحاظ سے حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر فرما دیا ہے۔

(۱) حضرت مسیحؑ بشر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما جعلنا لبشرٍ من قبلك الخلد افأن متّ فهم الخٰلدون

اے نبی! ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کے لئے ایک حالت پر بقاء نہیں بنائی، انہیں خلود نہیں بخشا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ تو تو

فوت ہو جائے اور وہ زندہ رہیں۔
پھر فرمایا:۔

قال فیھا تحیون وفیھا تموتون
ومنھا تخرجون۔

آدم زادوں کا مستقل مقر زندگی
اور موت میں یہی کرۂ ارض ہے۔
پس بلحاظ بشریت حضرت مسیحؑ کو آسمانوں پر
بٹھانا اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ تیس سال
کے جوان کے جوان ہیں اور اُن کے جسم میں کوئی
تغیر نہیں ہو رہا۔ بڑھاپا اُن پر اثر انداز نہیں ہوتا
قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے:۔

ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق

کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسانی
قویٰ میں ضعف و اضمحلال ضروری ہے۔
(۲) جن وجودوں کو اللہ قرار دیا گیا ہے اُن کے
باب میں فرمایا:۔

والذین یدعون من دون اللہ
لایخلقون شیئًا وھم یخلقون
اموات غیر احیاء ومایشعرون
ایان یبعثون ٥

کہ یہ پکارے جانے والے الٰہ خود مخلوق
ہیں خالق نہیں، مُردہ ہیں زندہ نہیں۔ انہیں
یہ شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔
(۳) حضرت مسیحؑ فی الواقع نبی اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے:۔

وما محمد الا رسول قد خلت
من قبلہ الرسل افائن مات
او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ
کے ایک رسول ہیں خدا یا خدا کا بیٹا
نہیں اور آپ سے پہلے سب رسول وفات
پاچکے ہیں۔ پس اے لوگو! کیا تم اس کے
فوت ہو جانے یا شہید ہو جانے پر
توحید سے پھر کر شرک کو اختیار کر لو گے؟
اس آیت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
آنے والے جملہ انبیاء کی وفات کی تصریح فرمائی گئی ہے۔
یہ آیت غزوۂ اُحد کے موقع پر نازل ہوئی تھی جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہو جانے پر بعض مسلمانوں کو ٹھوکر لگ
رہی تھی۔ اسی آیت کریمہ کو آپ کی وفات کے استدلال
کے لئے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
پیش فرمایا تھا اور اعلان کیا تھا کہ سب نبی وفات پا گئے
ہیں اس لئے

من کان منکم یعبد محمدًا
فان محمدًا قد مات ومن
کان منکم یعبد اللہ فان اللہ
حیّ لا یموت۔ (البخاری)

کہ جو آنحضرتؐ کی عبادت کرتا ہے اسے معلوم
ہو جائے کہ آپ آج فوت ہو گئے ہیں۔ ہاں جو اللہ الحی
القیوم کی عبادت کرتا ہے اُسے یقین رہے کہ اللہ تعالیٰ

ہمیشہ زندہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نبیوں کے بارے میں فرماتا ہے :۔

وما جعلنا هم جسداً لا یأکلون الطعام وما کانوا خالدین۔

کہ ان کے ایسے جسم نہیں کہ بغیر کھانے کے زندہ رہیں اور انہیں دوام حاصل ہو۔

دوسری جگہ فرمایا :۔

ما المسیح ابن مریم الّا رسول قد خلت من قبله الرسل وامّه صدیقة کانا یأکلان الطعام :

کہ حضرت مسیح ایک رسول ہیں ان سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے۔ اور مسیح کی والدہ صدیقہ تھیں۔ وہ دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے۔ گویا بتا دیا کہ جس طرح حضرت مریم اب بوجہ وفات کھانے سے بے نیاز ہیں اسی طرح حضرت مسیح فوت ہو جانے کے باعث کھانے کے محتاج نہیں۔

الغرض قرآن مجید نے حضرت مسیح کی ہر حیثیت کے لحاظ سے ان کی وفات کا تذکرہ فرما دیا ہے۔ پھر ان کا نام لے کر بھی ان کی موت کا اعلان فرمایا ہے فرماتا ہے :۔

واذ قال الله یا عیسٰی انّی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمة

کہ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں پھر تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے کافروں کے الزامات سے پاک قرار دینے والا ہوں اور تیرے متبعین کو منکرین پر قیامت تک غلبہ بخشنے والا ہوں۔

اس آیت میں توفی یعنی وفات دینے کا وعدہ پہلے مذکور ہے اس لئے ترتیب طبعی کے لحاظ سے اسے پہلے پورا ہونا ضروری ہے۔ متوفیك کے معنوں کیلئے حضرت ابن عباسؓ کا قول بالکل واضح ہے۔ فرمایا :۔

متوفیك ممیتك

کہ توفی کے معنے موت کے ہیں (صحیح البخاری کتاب التفسیر)

اس جگہ اب میں قرآن مجید کی صرف ایک اور آیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ کے آخری رکوع میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح سے سوال ہوگا :۔

ءانت قلت للنّاس اتخذونی وامّی الٰهین من دون الله۔

کہ کیا آپ نے ان عیسائیوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ خدا بنا لو یعنی کیا تثلیث کے عقیدہ کی آپ نے تلقین کی تھی۔ حضرت مسیح عرض کرینگے سبحانك اے اللہ تو پاک ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ کہ تو ایسے شخص کو نبی بنانے سے پاک ہے جو توحید کی بجائے تثلیث کی تعلیم دینے لگ جائے۔ حضرت مسیح پھر کہیں گے کہ نہ میں بحیثیت رسول یہ بات کہہ سکتا تھا اور نہ میں نے کہی ہے۔

کوئی بات تیرے علم سے باہر نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ سوال ہو کہ میرے سامنے اور میری موجودگی میں ان لوگوں نے تین خداؤں کا عقیدہ گھڑ لیا ہو اور میں نے ان کو منع نہ کیا ہو تو یہ بھی بڑا الزام ہے اس لئے میری عرض ہے :-

وکنت علیہم شہیداً ما دمتُ
فیہم فلما توفیتنی کنتَ انت
الرقیب علیہم وانت علیٰ کلّ
شیءٍ شہید ۔

کہ جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان کا نگران تھا۔ میری موجودگی میں انہوں نے یہ عقیدہ اختیار نہیں کیا۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم البتہ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو اس کے بعد مجھے کچھ علم نہیں آپ ہی ہر چیز کے نگران ہیں۔

اس آیت سے آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح پر دو ہی زمانے آئے ہیں۔ اوّل وہ اپنی قوم میں زندہ موجود ہیں۔ دوم ان کی توفی ہو چکی ہے۔ آیت صاف بتا رہی ہے کہ عیسائیوں میں تثلیث کا عقیدہ حضرت مسیح کی زندگی میں نہیں پھیلا۔ یہ ان کی وفات کے بعد پھیلا ہے۔ نزولِ قرآن مجید کے وقت عقیدۂ تثلیث پھیلا ہوا تھا۔ قرآن مجید نے اس کی پُر زور تردید فرمائی ہے :-

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ
ثالث ثلاثۃ ۔

اس سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کے خود جسمانی رجوع کا خیال محض غلط ہے۔ اگر وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لاتے اور عیسائیوں کی صلیبوں کو توڑتے تو بارگاہِ ایزدی میں یہ کیونکر کہہ سکتے تھے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کلّ شیءٍ شہید ۔

شیخ الازہر کا بیان

آیت اِنّی متوفّیک اور فلمّا توفّیتنی سے حضرت مسیح کی وفات اتنی واضح ہے کہ سابق شیخ الازہر الشیخ المراغی فرماتے ہیں :-

" وقول اللہ سبحانہ اذ قال
اللہ یا عیسیٰ انّی متوفّیک و
رافعک الیّ ومطہّرک من
الّذین کفروا ، الظاہر منہ
انّہ توفّاہ واماتہ ثم رفعہ
والظاہر من الرفع بعد الوفاۃ
انّہ رفع درجات عند اللہ ۔

کہ آیت قرآنی واذ قال اللہ یا عیسیٰ انّی متوفّیک سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو پہلے وفات دی پھر ان کا رفع فرمایا اور یہ عیاں ہے کہ وفات کے بعد رفع سے مراد صرف اللہ کے نزدیک درجات کی بلندی ہی ہو سکتی ہے۔

(الفتاویٰ مطبوعہ مصر)

پھر حال ہی میں وفات پانے والے مفتی الدیار المصریہ الشیخ محمود شلتوت نے فتویٰ دیا ہے کہ :-

انہ لیس فی القرآن الکریم ولا

فی السنّۃ المطھّرۃ مستند یصلح لتکوین عقیدۃ یطمئن الیھا القلب بان عیسیٰ رفع بجسمہ الی السماء وانّہ حیّ الی الآن فیھا وانّہ سینزل منھا اٰخر الزمان الی الارض۔ ان کل ما تفیدہ الاٰیات الواردۃ فی ھٰذا الشان ھو وعد اللہ عیسیٰ بانّہ متوفیہ اجلہ ورافعہ الیہ وعاصمہ من الذین کفروا وانّ ھٰذا الوعد قد تحقّق فلم یقتلہ اعداءہ ولم یصلبوہ ولٰکن وفاہ اللہ اجلہ ورفعہ الیہ"

ترجمہ:۔ قرآن مجید اور سنّتِ نبویہ میں کوئی ایسا ثبوت موجود نہیں ہے جس سے یہ عقیدہ قائم کیا جا سکے کہ حضرت عیسیٰ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور وہ اب تک وہاں پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہاں سے اُتریں گے۔ قرآنی آیات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی مدت پوری کر کے انہیں خود وفات دے گا اور انہیں عظمت بخشے گا اور کافروں سے محفوظ رکھے گا۔ سو یہ وعدہ اس طرح پورا ہو گیا کہ حضرت مسیحؑ کے دشمن اسے مقتول اور مصلوب نہ بنا سکے لیکن خود اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دیدی اور ان کا رفع درجات فرمایا"

(کتاب الفتاوی مطبوعہ مصر ص۵۸)

اس سلسلہ میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں لاکھوں لوگ حضرت مسیحؑ کی طبعی وفات کے قائل ہو رہے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیم غالب آ رہی ہے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا اعلان ہے کہ:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قرآن مجید سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا گیا اور نہ صلیب دی گئی مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک زندہ ہیں بلکہ قرآن مجید میں یہ ہے کہ اے عیسیٰ ہم تم کو وفات دیں گے پھر اپنے پاس تمہارا درجہ بلند کریں گے یا اپنے پاس اٹھا لیں گے مگر پہلے وفات کا لفظ ہے جس کے معنے مرنے کے ہیں" (اخبار منادی دہلی مجریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۶ء ص۱۶)

شیخ رشید رضا صاحب ایڈیٹر المنار حضرت مسیح موعودؑ کی پیش کردہ تفصیل درج کرنے کے بعد اعلان کرتے ہیں کہ:۔

"فرارہ الی الھند وموتہ

فی ذلک البلد لیس ببعید
عقلاً ولا نقلاً"

(تفسیر المنار جلد ۶ ص۴۳)

کہ مسیح کا فلسطین سے ہندوستان
جانا اور وہاں پر فوت ہونا عقل اور نقل
کے رُو سے بعید نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سوال اور ایک دلچسپ لطیفہ

حضرات! آپ نے سُنا ہے کہ عربی جاننے والے علماء اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحت کے بعد یہ تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں کہ قرآن مجید میں وفات مسیح ناصریؑ کا ذکر ہے۔ لفظ توفی کے معنے موت کے ہی ہیں اور حضرت مسیح از روئے قرآن مجید وفات پا چکے ہیں۔ عرب ممالک کے بعض علماء نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحقیق کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر فلسطین سے ہجرت کر کے دوسرے اسرائیلی قبائل کو تبلیغ کرتے ہوئے آخر کشمیر میں وفات پا گئے اور سرینگر میں ان کی قبر ہے، ابھی آپ نے تفسیر المنار کا حوالہ سُنا ہے جس میں شیخ رشید رضا صاحب نے صاف اعتراف کیا ہے کہ وفات مسیح کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نظریہ عقلاً و نقلاً درست معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عیسےٰ کے بھاگ کر ہندوستان چلے جانے اور وہاں فوت ہو جانے میں کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔

آئیے اب میں آپ کو اپنے ملک کے علماء اور ان کے طرزِ استدلال کے متعلق ایک لطیفہ سُناؤں۔ بتیس ۳۲ برس پہلے کی بات ہے کہ علاقہ بدوملہی میں ایک جلسے و مناظرہ سے فارغ ہو کر ہم واپسی کے لئے ریل میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے اسی ڈبہ میں اہلحدیث علماء بھی بیٹھے تھے۔ مولوی نور حسین صاحب گرجاکھی زندہ دل اہلحدیث مولوی تھے، وفات پا چکے ہیں۔ باتوں باتوں میں مجھے کہنے لگے کہ اگر آپ لوگ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق مان لیں تو ہمارا اور آپ کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق مانتے ہیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کہنے لگے تب تو فوراً بات طے ہو جاتی ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر طے کر لیجئے۔ فرمانے لگے کہ اچھا اگر اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے تو کیا وہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر لے جا سکتا ہے؟ مَیں نے فوراً کہا کہ بلاشبہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ حضرت عیسےٰؑ کو آسمان پر لے جا سکتا ہے۔ مولوی صاحب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ لو بھئی اب تو فیصلہ ہو گیا۔ جب یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر لے جا سکتا ہے تو اب تنازع ہی کیا رہ گیا؟ مَیں نے جھٹ کہا کہ جناب مولوی صاحب ابھی آدھا فیصلہ ہوا ہے آدھا باقی ہے۔ کہنے لگے وہ کس طرح؟ مَیں نے کہا کہ وہ اس طرح کہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق تسلیم کر لیں تو مکمل فیصلہ ہو جائے گا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ ہمارا کیا ہے ہم تو پہلے ہی مانتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر سوچ لیں کیونکہ اسی پر فیصلہ ہو جائے گا۔ کیا یہ سچ ہے اور آپ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

جو چاہے کر سکتا ہے؟ کہنے لگے ہاں ہاں سچ ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا آپ بتائیے کہ خدا تعالیٰ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود بنا سکتا ہے؟ مولوی صاحب فوراً کہنے لگے نہیں اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا دیکھئے آپ نے ہی فیصلہ کو ادھورا چھوڑ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کا انکار کر دیا ہے۔ اس پر گاڑی میں ایک پُرلطف قہقہہ پیدا ہو گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کی جسمانی آسمانی زندگی کا اسلئے انکار نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کو اس پر قادر نہیں مانتے اور نہ ہی یہ انکار اسلئے ہے کہ ہمیں (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی بیر ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ آرام سے آسمان پر بیٹھ سکیں۔ اگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سوال ہو تو حضرت عیسیٰؑ کو غیر احمدی علماء شوق سے آسمان پر بٹھائیں مگر دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اس کرشمہ پر بھی ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں سے ایک امتی کو مسیح موعود بنا دیا ہے اگر یہ دونوں باتیں علماء تسلیم کر لیں تو فوراً جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ ہم لوگ قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور اسے ایک زندہ کتاب مانتے ہیں۔ قرآن مجید صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کرتا ہے اس لئے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتے ہیں ؎

مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

اسلام کی زندگی کا دوسرا ستون

اسلام کی زندگی کا دوسرا ستون یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول ثابت کیا جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بغیر یہ ستون بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ عیسائی پادری مسلمانوں کے حیاتِ مسیحؑ کے غلط عقیدے سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جناب کوثر نیازی لکھتے ہیں:-

"اس موقع پر عموماً پادری صاحبان عامۃ المسلمین کو ایک مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب مسیحؑ خود اہلِ اسلام کے نزدیک بھی آسمانوں پر موجود ہیں اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر زمین پر۔ تو اس سے حضورؐ پر حضرت مسیحؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے مسلمان اس کا اعتراف کیوں نہیں کرتے"

(کتاب آئینۂ تثلیث ۸۹)

عیسائیوں کی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور نے اس سال پھر ایک کتاب "مسیح کی شان از روئے قرآن" شائع کی ہے اس میں عیسائی مصنف "زندۂ جاوید" کے عنوان سے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لکھتا ہے:-

"باقی تمام پیوندِ خاک ہو گئے مگر وہ زندہ ہے اور ابد تک زندہ رہیگا۔

اہلِ اسلام کے مسلمات کی بناء پر وہی ایک زندۂ جاوید ہے

اور قرآن کہتا ہے ما یستوی الاحیاء

والاموات یعنی زندے اور مُردے برابر نہیں (فاطر آیت ۲۱) پس لاریب وہ افضل ہے تمام کائنات سے۔ اس کے سوا مر کے پھر کوئی نہیں اُٹھا۔ اس کے سوا جی کر آسمانوں پر سربلند کوئی نہیں ہوا اور اس کے سوا کوئی نہیں جو زندہ آسمانوں پر رہتا ہو"

(رسالہ مسیح کی شان صفحہ ۳)

کیا دردمند مسلمانوں کے لئے یہ سوچنے اور غیرت کا مقام نہیں؟ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی پادریوں نے اس مغالطہ کے ذریعہ اسلام سے مرتد کر کے عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا لیا ہے مگر یہ مغالطہ خود علماء نے پیدا کر رکھا ہے اور وہ خود اس کے لئے جوابدہ ہیں۔ اگر وہ آج بھی حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام کے بتائے ہوئے ہتھیار کو اپنا لیں اور قرآن مجید کی تعلیم کی اتباع میں حضرت مسیح کی وفات کا اقرار کر لیں تو عیسائیوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت ظاہر ہو جائے گی اور آپ کی قوتِ قدسیہ اور روحانی زندگی کا نمایاں اظہار ہو جائے گا۔ اے کاش کہ مسلمان حقیقت پر غور کریں اور سمجھیں کہ ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

توحید الٰہی اسلام کی زندگی کا **تیسرا ستون** اور درحقیقت اولین اور بنیادی ستون اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ جملہ انبیاء اسی کے ثابت کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا قیام تھا اور ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو اپنا کر اور اس پر اصرار کر کے اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ توحید کو داغدار کر دیا ہے۔ یہ عقیدہ کہ ایک انسان آسمانوں پر صدہا سالوں سے زندہ ہے وہ نہ کھانے کا محتاج ہے نہ پینے کا۔ زمانہ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ہی جوان کا جوان موجود ہے جیسا کہ آج سے دو ہزار سال پہلے موجود تھا۔ یہ عقیدہ صریح طور پر اللہ تعالےٰ کی توحید پر حرف لانے والا ہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ مسلمانوں میں سے اہلِ حدیث جنہوں نے اور بہت سے اقسامِ شرک سے اجتناب کیا اس شرک کو باوجود مامورِ ربانی کی وضاحت اور صراحت کے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو رہے۔ حالانکہ صاف نظر آ رہا ہے کہ حضرت مسیح کو وفات یافتہ تسلیم کیا جائے تو اسی میں برکت ہے۔

ایک اور نقطۂ نگاہ پھر ایک اور نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ حضرت مسیح کو اس طرح سے دو ہزار سال سے سنبھال کر آسمانوں پر رکھنے کی ضرورت کیا ہے کیا خدا تعالیٰ ایسا انسان دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ میں یہ تاثیر نہیں کہ وہ حضرت مسیح ناصری کا مثیل پیدا کر سکے؟ ہمارے غیر احمدی دوست دل میں اسے ناممکن اور محال سمجھتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قوتِ قدسیہ کے باب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا تو یہ پیارا عقیدہ ہے۔ فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ او بے شمار

الغرض حضرت مسیح کی جسمانی زندگی کا وہ عقیدہ جو عیسائیت سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ اسلام کی عظمت کے سراسر منافی ہے۔ اس سے اسلام کی زندگی میں رخنہ پیدا ہوتا ہے اور عیسائی پادریوں کو اسلام اعدائے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے اسے چھوڑیئے اور مسیح کی وفات کے عقیدہ کو اختیار فرمایئے کیونکہ اس میں اسلام کی زندگی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

"خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح
صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی۔
سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن
اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے
دو تا یہ دین زندہ ہو"
(کشتی نوح صـ۲۰)

خواجہ عباد اللہ امرتسری اہلِ قرآن کے ایک لیڈر نے اس کی تائید میں لکھا ہے کہ:-

"مذہب عیسوی مسیح کی ذات سے
اس قدر وابستہ ہے کہ اگر نصاریٰ یقین
کرلیں کہ عیسٰیؑ فوت ہوچکے ہیں تو
یہ مذہب بھی مُردہ ہے گویا اس
مذہب کی بنیاد حضرت مسیح کی ذات پر
ہے" (کتاب دمشق صـ۵۰)

تحریکِ احمدیت کی کامیابی

بھائیو! میں آخر میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور کسرِ صلیب کے لئے جو تحریک قائم فرمائی ہے وہ پنپ رہی ہے اور مشرق و مغرب میں کامیاب ہو رہی ہے اور دنیا بھر میں ایسی ہوائیں چل رہی ہیں کہ توحید قائم ہوجائے اور تثلیث پرستی مٹ جائے صلیب ریزہ ریزہ ہوجائے اور اسلام کا زندہ مذہب اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا زندہ رسول ہونا ہر جگہ تسلیم کرلیا جائے۔ سچ ہے ؎

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

اب غیر احمدی علماء کہنے لگ پڑے ہیں کہ حیات و وفات مسیح کی بحث کو چھوڑو۔ مگر یہ بات سراسر غلط ہے۔ جب اسلام کی زندگی کا مدار اس زمانہ میں حضرت مسیح کی وفات پر ہے۔ قرآن مجید نے اس بات میں زبردست تصریحات ذکر فرمائی ہیں تو وفات مسیح کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے۔ کیا قرآن مجید کو چھوڑ کر اسلام قائم ہو سکتا ہے۔ نیز کیا موجودہ عیسائیت کو وفاتِ مسیح کے بغیر شکست دی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ہمارا فرض ہے، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باقی نبیوں کی طرح وفات یافتہ ماننے اور اسلام کی زندگی کا اظہار برملا کرے۔ اب تو سلسلہ احمدیہ کے معاندین کو بھی تسلیم ہو رہا ہے کہ:-

"پادری صاحبان اپنے مذہب کی
بنیاد مسیح کے مصلوب ہونے پر رکھتے ہیں"
(رسالہ "اور صلیب ٹوٹ گئی")

ایک معاند سلسلہ مولوی عنایت اللہ گجراتی اپنے

اس رسالہ صلیب کی شکستہ صورت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ سب اسی ربانی فرستادہ اور آسمانی مامور کی برکات اور فیوض ہیں جسے ناسمجھ علماء نے کافر و دجال قرار دیا تھا۔ مگر ؏

اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

بالآخر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اس عظیم الشان بشارت کو پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت پُرجلال اور متحدیانہ انداز میں فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسٰے بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسٰی کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ایک مکتوب

مکرم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جلسہ سالانہ پر ربوہ میں آپ کی تقریر سُنی۔ حق یہ ہے کہ آپ نے اس مضمون کا حق ادا کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن مریم کی موت میں ہی اسلام کی حیات ہے۔ مجھے ۱۹۳۲ء میں صرف اسی ایک مسئلے نے احمدیت میں داخل کر دیا تھا۔ فجزاکم اللہ فی الدارین خیراً۔ میرے خیال ناقص میں احمدیت کا بنیادی مسئلہ وفات مسیح ہے اور اس کا لازمی نتیجہ کسر صلیب و ابطال الوہیت۔ وہ انسان یقیناً کوئی بہت بڑا باطل پرست تھا جس نے حیات مسیح کو ایک "اسلامی" مسئلہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد مسلمانوں کو اس باطل عقیدہ کو چھوڑنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار رحمت علی مسلم ایم۔ اے سرگودھا

اقتباسات

وَآوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ

{ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ ہم نے حضرت مریمؑ اور حضرت ابن مریمؑ کو پہاڑی اور چشموں والی بلند زمین میں پناہ دی ہے۔ اس آیت کو مدنظر رکھ کر ذیل کی خبر اور فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ) }

(۱)

اخبار رنجیت پٹیالہ لکھتا ہے:۔

"لیہ۔ ۸ر جنوری۔ ایک روسی سفیر نکولس جو انیسویں صدی میں لداخ آیا تھا اس کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ لداخ میں آئے تھے۔ یہ روسی سفیر ایک بدھ مٹھ میں ٹھہرا تھا۔ نکولس کو بعض ۱۹ سو سال پرانے مسودے ملے جن سے حضرت عیسیٰؑ کے لداخ آنے کی تصدیق ہوتی ہے۔ جب انہوں نے واپس جا کر یورپ میں اس تصدیق کو شائع کرنا چاہا تو پادریوں نے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ آخر روسی سفیر نے امریکہ جا کر اپنا سفرنامہ شائع کیا۔ اس کا انکشاف لارڈ کونسل کی پوتی نے ۱۹۵۸ء میں لیہ پہنچنے کے بعد مکمل پڑتال کرنے کے بعد کیا تھا۔" (روزنامہ رنجیت پٹیالہ ۹ر جنوری ۱۹۶۴ء)

(۲)

اخبار نوائے وقت لاہور ۲۵ر جنوری ۶۴ء میں ذیل کے عنوان سے یہ تصویر شائع ہوئی ہے:۔

"ترکی میں ۳۷۷ فٹ بلند ایک پہاڑی پر حضرت مریمؑ کی آخری آرام گاہ"
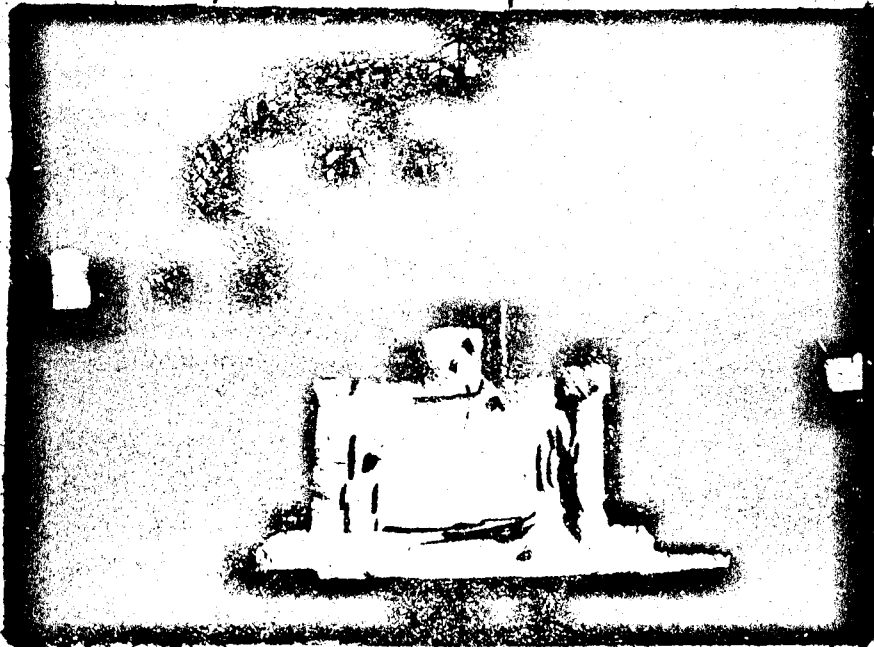
مسیحی اخلاق کی منادی کرنے والوں کے لئے قابلِ توجہ

پادری الیاس صاحب کی چھٹی کا جواب

{ فیروز والہ کے پادری الیاس صاحب اب اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں مومنوں کا فرض ہوتا ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔ قارئین ہمارے اس جواب سے اس کا اندازہ فرمالیں ۔ (ایڈیٹر) }

(۱) آپ کی چٹھی مرقومہ ۲/۱/۶۴ موصول ہوئی۔ اگرچہ آپ کا اندازِ تحریر شروع سے ہی جارحانہ تھا مگر میں قرآنی تعلیم کے مطابق اسے نظر انداز کرتا رہا ہوں۔ آپ نے اب بالکل لاجواب ہونے پر اس آخری چٹھی میں تو حد ہی کر دی ہے۔ آپ نے ہمارے مقدس پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں نہایت گندہ مواد اُگلا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"ایک بات ضرور ہے کہ مرزا صاحب کو ٹٹی کی اینٹیں کبھی نہ بھولیں گی کیونکہ ٹٹی ہی میں جان بحق ہوئے تھے :"

میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کو اس قدر جھوٹ اور بد تہذیبی کی کیا ضرورت پیش آئی ہے ؟ ہمارے امام علیہ السلام کی ہمیں تو یہی ہدایت ہے ؎

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اسلئے میں اب بھی آپ کی انتہائی بد تہذیبی پر صبر کرتے ہوئے اِس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وہ خود اپنے وعدہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے مطابق آپ سے سلوک کریگا۔ ہاں اتنا ضرور لکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے اِس گندے طریق سے ایک معمہ حل ہو گیا ہے ہمیشہ حیرانی ہوتی تھی کہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حلیم اور بردبار انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبیث یہودیوں کے پادریوں کو کتے[1]، سؤر[2]، ملعون[3] شیطان، سانپ[4]، سانپوں کے بچے[5]، زناکار[6]، ریاکار[7]، اندھے[8]، احمق[9]، گمراہ[10]، بدکار[11] اور ابلیس کے فرزند[12] کیوں ٹھہرایا تھا ؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گندے لوگ بھی حضرت مسیح کے خلاف اسی قسم کے گندے الزام اور ناپاک الفاظ استعمال کیا کرتے تھے جو آپ نے اِس زمانہ کے مقدس اور حلیم ترین انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف استعمال کئے ہیں لیس میں اِس لحاظ سے تو آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے ایک معمہ حل کر دیا مگر آپ کے اِس نابکار مشابہت اختیار کرنے پر مجھے سخت افسوس ہے۔

(۲) حضرت مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں نہ آپ خود مدعی بن کر مناظرہ شروع کرتے ہیں اور نہ ہمیں اپنے سابقہ مسلّمہ کے مطابق مدعی تسلیم کر کے ہمارے شائع شدہ پہلے پرچہ کے دس دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ اب کوئی سمجھدار عیسائی بتائے کہ آگے بات کس طرح چل سکتی ہے ؟ کیا کوئی سوجھ بوجھ رکھنے والا ذی شعور انسان تحریری مناظرہ شروع کرنے کی یہ صورت تجویز کر سکتا ہے کہ :-

"نہ آپ مدعی بنیں نہ ہم"

اِس سے زیادہ ہٹ دھرمی اور کیا ہو سکتی ہے؟ گویا آپ مناظرہ کر نہیں سکتے مگر گالیاں دیکر اپنے دل کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اِس صورت میں آپ سے خط وکتابت سراسر بیکار معلوم ہوتی ہے۔

(۳) آپ نے لکھا ہے کہ "مسیح کے صلیب پر مرنے کے اثبات ہم دے سکتے ہیں اور ہم کو اس سے کبھی گریز نہیں ہو سکتا مگر آپ یہ بتائیں کہ آپ کی نو ماہ کی تکلیف دُور ہوئی ہے یا نہیں؟"

یہ انداز بھی بالکل پادریانہ انداز ہے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ کافر ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم قرآن مجید جیسی کتاب بنا سکتے ہیں مگر وہ نالائق لوگ اِس زعم کو کبھی پورا نہ کر سکے پادری الیاس صاحب بھی سراسر غلط کہہ رہے ہیں کہ وہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو انہیں اس قدر طرز اور بدتہذیبی کی کیا ضرورت تھی صاف طور پر دلائل کیوں نہ پیش کر دیتے۔ ایک پادری الیاس صاحب کیا ساری دنیا کے پادری مل کر بھی اب اِس غلط عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

(۴) آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے متعلق لکھا ہے کہ "جنھوں نے اسلامی روایت کا صفایا کر دیا کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا یا چلا گیا"۔

پادری صاحب! یہ ہرگز اسلامی روایت نہ تھی یہ تو چالاک پادریوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر جعلسازی کی تھی۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ یعنی صحیح اسلامی روایات تو حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دیتی ہیں اور اُن کے زمین پر ایک سو بیس سال عمر پا کر وفات پا جانے کا اعلان کرتی ہیں۔ مسیح کے جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانے یا چلے جانے کی روایت تو عیسائی روایت ہے نہ کہ اسلامی روایت۔ لیکن آپ نے بہر حال یہ تو اعتراف کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی زندگی کے غلط خیال کا پورے طور پر ابطال کر دیا ہے اور اِس غلط روایت کا صفایا کر دیا ہے۔ ع

حق بر زبان جاری

دراصل عیسائیوں کو حضرت مرزا صاحبؑ سے یہی کینہ و بغض ہے کہ انہوں نے اُن کے جھوٹے محل کو پیوندِ خاک کر دیا ہے اور اُمتِ مسلمہ کو دجّال کے چنگل سے چھڑا لیا ہے ورنہ اگر (نعوذ باللہ) آپؑ نے کسی اسلامی روایت کا صفایا کیا ہوتا تو عیسائی پادریوں کے لئے ماتم کی بجائے خوشی کا مقام ہوتا۔ عیسائیوں کی گالیاں ہی بتا رہی ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے فی الواقع کسرِ صلیب کر دی ہے — الحمد للہ ربّ العالمین۔

نوٹ:- ہم نے اب حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کے بارے میں بھی اتمام حجت کر دی ہے۔ وما علینا الّا البلاغ المبین۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

نزیل سیالکوٹ[1] ۱۸/۱/۶۴

---

[1] خاکسار نے رمضان المبارک کے ابتدائی دس دن احباب جماعت کی خواہش کے مطابق سیالکوٹ میں گزارے تھے۔ یہ چٹھی وہاں سے ہی بھجوائی گئی تھی۔ (ابوالعطاء ربوہ)

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

★ آپ بیتی ★

سلسلہ احمدیہ کے مجاہدین جن تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے خدمت اسلام بجا لا رہے ہیں ان کا ایک اندازہ محترم جناب مولانا ظہور حسین صاحب فاضل مجاہد بخارا و روس کی ''آپ بیتی،، کے پڑھنے سے ہوتا ہے۔ یہ کتاب دلچسپ اور ایمان پرور واقعات پر مشتمل ہے۔ تبلیغ اور تربیت ہر لحاظ سے مفید ہے۔

قیمت اعلیٰ کاغذ اڑھائی روپے — قیمت عام کاغذ دو روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان

Monthly "AL-FURQAN" Rabwah

Regd. No. L 5708 FEBRUARY 1964

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● **مباحثۂ مصر** قیمت ۰٫۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

● **تحریری مناظرہ** قیمت ۱٫۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **الفرقان کا عیسائیت نمبر** قیمت ۱٫۲۵

(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱٫۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.